رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین (بی۔اے۔ ایل ایل۔بی) و مولوی صدرالدین (بی۔اے۔بی۔ٹی)

جلد (۲) | بابت ماہ مارچ ۱۹۱۶ء | نمبر (۳)

فہرست مضامین

ماخوذ از اسلامک ریویو و مسلم انڈیا ماہ فروری ۱۹۱۶ء

(۱) شذرات (ایڈیٹر) ۹۷ ✤ (۲) علقمہ کی موت کی کیفیت ۹۹ ✤ (۳) رحمۃ للعالمین ۱۰۱
(۴) اسلامی دستور العمل ۱۰۹ ✤ (۵) اسلامی نماز کا فلسفہ ۱۱۲ ✤ (۶) رشتہ داروں کے حقوق ایک مسلم پر ۱۱۶ ✤ (۷) عربوں کا احسان تہذیب پر ۱۲۲ ✤
(۸) ایک پرانے انگریز بادشاہ کا توحید الٰہی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار ۱۳۱ ✤ (۹) انبیائے بنی اسرائیل پر آنحضرت کی فضیلت ۱۴۴ ✤

[illegible] پریس [illegible] ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء کو خلیفہ [illegible] الدین [illegible] باہتمام [illegible] شائع ہوا

قیمت سالانہ تین روپے

وی پی وصول کنندگان اصحاب امور ذیل پر توجہ فرمائیں

بعض وقت ہم کو وہ کوپن زر وصول شدہ وی۔پی کے ساتھ ڈاک خانہ سے محفوظ حالت میں نہیں ملتا۔ کہ جس پر وصول کنندہ کا نام اور پتہ ہوتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ روپیہ تو ہمیں وصول ہو جاتا ہے لیکن کوپن کے مذکورہ بالا نقص کے باعث ہمیں خریدار کا پتہ نہیں چلتا اور دفتر سے آئندہ رسالہ جاری نہیں ہو سکتا۔ ایسی شکایات کثرت سے آتی ہیں۔ اسمیں ہمارا قصور نہیں۔ اس نقص کا دفعیہ یوں ہو سکتا ہے۔ کہ جس وقت کوئی صاحب وی۔پی وصول کریں۔ یا تو اُسی وقت ایک کارڈ سے ہمیں اطلاع بخشیں کہ انھوں نے وی۔پی وصول کر لیا۔ اور اپنا پتہ اور اسم گرامی خوش خط لکھدیں۔ یا جس وقت دوسرے ماہ رسالہ نہ پہنچے۔ تو فی الفور ہمیں اطلاع دیں۔ کہ وہ قیمت تو دے چکے ہیں لیکن رسالہ نہیں پہنچا۔ عین عنایت ہوگی +

منیجر

اشاعت اسلام (عزیز منزل) احمدیہ بلڈنگس نولکھا۔ لاہور

تصاویرات نو مسلمانانِ لندن

ہم نے متعدد تصویریں نو مسلموں کی ووکنگ آفس لندن سے منگوائی ہیں۔ قیمت فی تصویر صرف ایک آنہ (۱ر) ہے

نوٹ:۔ محصول ڈاک وخرچہ وی۔پی بذمہ خریدار +
درجن کے خریدار کو دو آنے (۲ر) رعائت

منیجر اشاعت اسلام لاہور

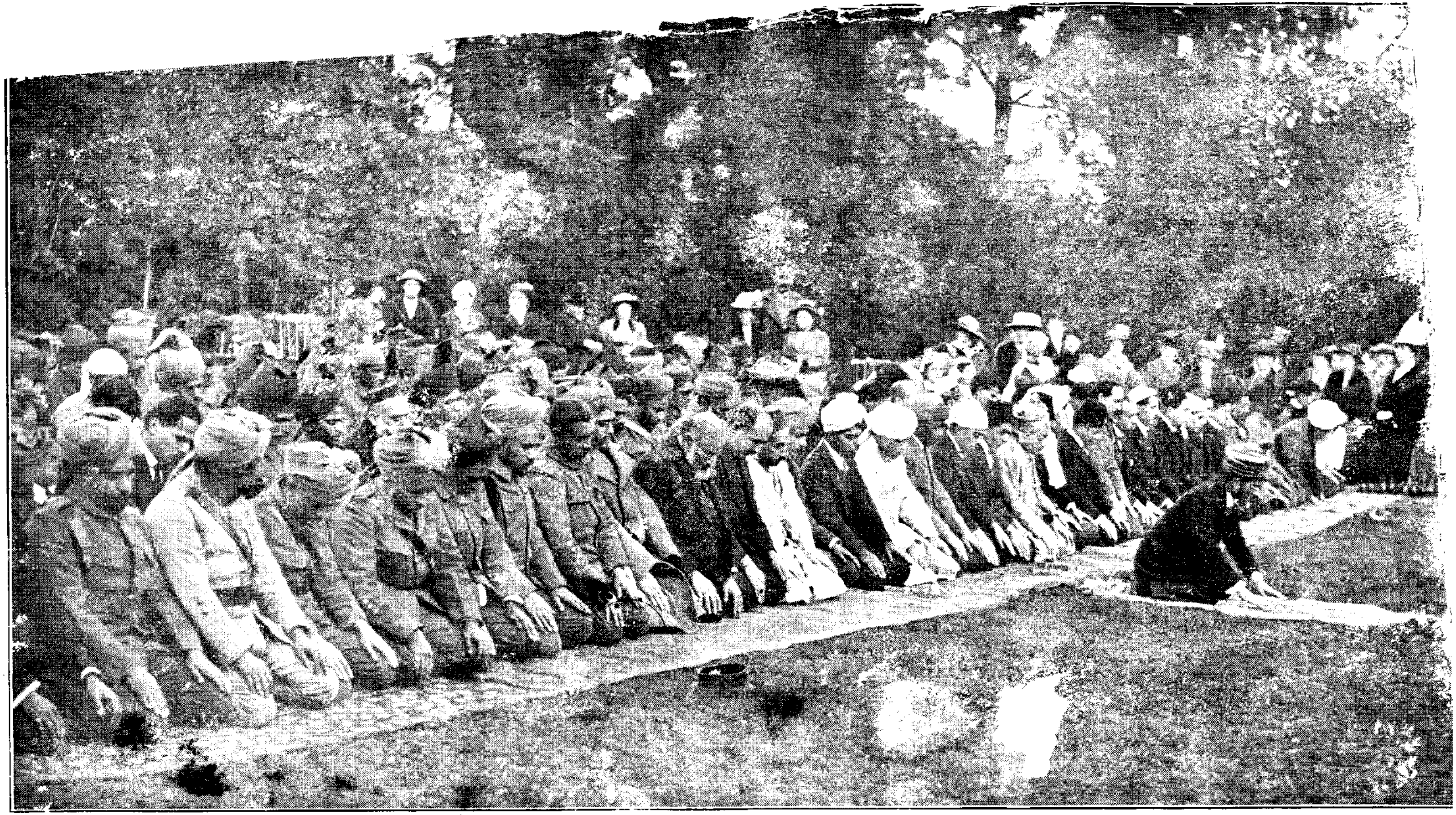

REPRESENTATIVE MUSLIM BROTHERHOOD AT PRAYERS ON THE LAWN OF THE WOKING MOSQUE.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اشاعت اسلام

ترجمہ اردو اسلامک ریویو و مسلم انڈیا مجریہ لینڈن

جلد (۲) — بابت ماہ مارچ ۱۹۱۶ء — نمبر (۳)

شذرات

جنوری کا مہینہ انگلستان میں سخت سردی کا مہینہ ہے۔ اور باہر چلنا پھرنا یا زیادہ میل ملاقات بھی نہیں ہو سکتی۔ مولوی صدر الدین صاحب امام مسجد ووکنگ کی طبعیت بھی اس ماہ میں زیادہ علیل رہی۔ باایں ہمہ ایک نئی روح اسلام میں داخل ہوئی۔ جس کی رپورٹ حسب ذیل مولوی صاحب کے ۱۹ جنوری کے خط میں ہے ✣

دومس [illegible] اسے اسلام سے دل چسپی تھی۔ اس عرصہ میں وہ نہ صرف اسلامک ریویو اور دیگر رسالہ جات کا مطالعہ کرتی رہیں۔ بلکہ دو دفعہ لندن سے سفر کرکے ووکنگ تشریف لائیں۔ تاکہ مزید حالات سے آگاہی حاصل کریں۔ آخرش اللہ تعالےٰ نے اس سعید روح کو اسلام جیسی نعمت عظمیٰ نصیب کی اور انھوں نے لندن میں نماز جمعہ کے وقت اسلامی مجمع میں اسلام اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ اس خاتون پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ اس کو صراط مستقیم دکھلانے میں ہماری ایک بہن امینہ نے جو ان کی ہمسائی ہیں بڑی سعی کی۔ اور اس کا بڑا ثواب انہی کے حصہ میں لکھا جائیگا۔ انھوں نے اس نومسلم کی بڑی تعریف کی ہے۔ اور اس کی پاکیزگی کی خصوصیت سے مداح ہیں۔ ان کا نام عفیفہ رکھا گیا

جو ان کے انگریزی نام مریم کا ترجمہ بھی ہے۔

عسٰی ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم۔ موجودہ جنگ نے ہر قسم کے کاروبار کو بہت سا نقصان بھی پہنچایا ہے۔ مگر ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالٰے اس کا نتیجہ بابرکت ہی کریگا۔ اور اس میں بہت ملکوں اور قوموں کی بہتری ہوگی۔ سردست ہماری اسلامی مشن کے کام کی مزید توسیع میں بھی کسی قدر رکاوٹ ہی واقع ہوگئی۔ اور ہماری گورنمنٹ اور اس کے حلیفوں کی پوری طاقت بھی اس وقت جنگ میں فتح حاصل کرنے پر ہی صرف ہو رہی ہے۔ اس لیئے ضرور ہے کہ انگریزی پبلک کی توجہ بھی زیادہ تر اسی طرف ہو۔ لیکن ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو بیج اس وقت اندر ہی اندر بویا جا رہا ہے یہ ضایع نہیں جائے گا۔ اور وقت پر اللہ تعالٰے اس کو بارآور کرے گا۔

مولوی صدرالدین صاحب ولایت سے اطلاع دیتے ہیں کہ ترجمۃ القرآن انگریزی (جو درحقیقت ترجمہ نہیں بلکہ تفسیر ہے) کا مسودہ مطبع میں چلا گیا ہے۔ پروفوں کی صحت اور بلاکوں کی تیاری میں غالبًا چھ ماہ کا عرصہ اور لگ جائے گا۔ کاغذ کی قیمت جنگ کی وجہ سے بہت بڑھ گئی ہے۔ جس سے خرچ پر بہت اثر پڑے گا۔ اور غالبًا جلد بندی کی قیمت میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ کتاب کا حجم بھی جس قدر پہلے خیال کیا گیا تھا۔ اس سے زیادہ ہو جائے گا۔ اندریں حالات قیمت پہلے اندازہ سے بہت بڑھ جائے گی۔ جس کا صحیح اندازہ اب طبع پر ہی ہو سکے گا۔ جو صاحب خریدنا چاہیں وہ صرف اپنے ناموں کا اندراج کرا دیں۔ اور یہ بھی اطلاع دیدیں کہ معمولی ایڈیشن خریدیں گے یا لائبریری ایڈیشن۔

علقمہ کی موت کی کیفیت

"جنّت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"

ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے درمیان تشریف رکھتے تھے تو علقمہ کا ذکر چل پڑا جو اُس وقت سخت بیمار تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ علقمہ کا کیا حال ہے۔ عرض کیا گیا کہ حالت خراب ہے اس پر آپ نے اُن کی حالت دریافت کرنے کے لیئے ایک آدمی روانہ کیا۔ کچھ دیر کے بعد وُہ واپس آیا اور عرض کی کہ علقمہ کی حالت تو نہائیت زار ہے۔ اور ایسی نزع کی حالت میں نہ تو وہ دُعا کرنے کے قابل ہے نہ خدا کی طرف توجہ کر سکتا ہے۔ اس امر کے سننے سے آپ کو نہایت تاسف ہوُا۔ اور دریافت فرمایا کہ کیا علقمہ کی ماں زندہ ہے۔ عرض کیا گیا کہ زندہ ہے۔ آپ نے ایک خادم کو بلایا اور فرمایا کہ جاؤ اور علقمہ کی ماں سے کہو کہ محمد (صلعم) نے تم کو سلام کہا ہے اور بلایا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر بُہت بوڑھی اور ضعیف ہوں تو پھر میں خود اُن کے پاس جاؤں گا +

جب رسول اللہ صلعم کا یہ پیغام اس ضعیفہ کے پاس پُہنچا تو وہ کہنے لگیں کہ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا کا رسول بُلائے اور میں نہ جاؤں۔ میں فوراً حاضر ہوتی ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نہایت مہربانی سے پیش آئے اور بیٹھنے اور کچھ دیر دم لینے کے لئے فرمایا۔ جب وہ کچھ دیر دم لے چکیں تو آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے لڑکے کا کیا حال ہے۔ عرض کی کہ بُہت بیمار ہے موت کے دروازہ پر ہے مگر موت آ نہیں چکتی۔ اور نزع کی ایسی سخت تکلیف ہے کہ سنگ دل دشمن بھی اس کی اس حالت کو دیکھ کر آنسُو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ نہ زبان سے دُعا و استغفار نکل سکتی ہے نہ خدا کی طرف دھیان لگا سکتا ہے +

اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ تمہارے لڑکے سے ایسا کوئی خطرناک جُرم سرزد ہوُا ہے جسکی وجہ سے وہ خدا کے رحم سے اس طرح مہجور پڑا ہوُا ہے۔ حالانکہ خدا کا رحم تو ماں کے رحم سے بھی بہت بڑھ کر ہے۔ اور اُسکی شفقت و محبّت اس ماں کی محبّت و شفقت سے جس نے تم کو جنا ہے۔ بدرجہا

بڑھ چڑھ کر ہے +

بڑی بی بولیں کہ میرا لڑکا نہایت نیک پرہیزگار متقی پارسا راستباز اور دیانتدار ہے۔ پانچ وقت نماز پڑھتا ہے۔ رات کا زیادہ حصّہ اپنے خالق کے آستانہ پہ کھڑا رہتا اور اُس کے قدموں پر نہایت عاجزی سے سر کو رگڑتا اور دُعائیں کرتا ہے۔ رمضان کے پُورے روزے رکھتا۔ اس کے علاوہ نفس کُشی کے لیئے دوسرے مہینوں میں بھی روزے رکھتا ہے۔ جب روپیہ پاس ہوتا ہے تو سخاوت سے کام لیتا ہے۔ غریبوں کو دیتا محتاجوں کی مدد کرتا۔ مسافروں کی مہمان نوازی کرتا۔ یتیموں کو پالتا ہے۔ نہایت متواضع حلیم اور منکسر المزاج ہے۔ تکبرّ شیخی و نمود پاس تک نہیں پھٹکیں۔ ہمسایہ کے مال پر کبھی طمع نہیں کی۔ بلکہ ہمسایوں کے ساتھ مہربانی اور محبت سے پیش آتا ہے۔ قصّہ کوتاہ یہ کہ میرا لڑکا قرآن کریم کے تمام احکام کا پورا پورا فرمانبردار ہے"

تب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ پھر اُس نے اپنی ماں کو ناراض کیا ہے جس کی وجہ سے وہ باوجود اپنے تمام اعمال صالحہ اور نیکیوں کے خدا کی رحمت سے مہجُور ہو رہا ہے۔

اس پر علقمہ کی ماں نے عرض کیا کہ ہاں یہ سچ ہے میرا لڑکا اپنی بی بی کو خوش کرنے کے لیئے اکثر میری مخالفت کرتا اور میری ناراضگی کی پروا نہ کرتا تھا"

یہ سُن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کر کے ایک بڑا الاؤ لگاؤ۔ جب یہ ہو چکا تو آپ نے فرمایا کہ علقمہ کو لاؤ اور اس الاؤ پر رکھ کر اسے آگ لگا دو جب علقمہ کی ماں نے یہ سُنا تو وہ رونے اور چلانے لگی اور کہنے لگی حضور میرے لڑکے نے آپ کا ایسا کونسا قصُور کیا ہے جو آپ اسکو زندہ جلانے لگے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نیک بخت تیری نافرمانی کر کے تیرا لڑکا سزا کا مستوجب ہو چکا ہے۔ اور وہ جہنم کی آگ میں جھونکا جائے گا۔ دُنیا کی یہ ناچیز آگ جہنم کی آگ کے مقابلہ میں کوئی شئے نہیں۔ پس میرا مطلب یہ ہے کہ اگر تو اس کا قصُور معاف نہ کرے گی تو جو سزا اُس کو مرنے کے بعد ملنی ہے۔ تو اُس کا کچھ حصّہ دُنیا میں دیکھ لے اور سمجھ لے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اس لڑکے پر کبھی نازل نہیں ہوتی جو اپنی ماں کو ناراض کرتا اور اُس کے دل کو دکھاتا ہے +

علقمہ کی ماں بولی کہ میں اپنے لڑکے کے قصُور کو معاف کرتی ہوں اور خدا کے حضور بھی التجا کرتی ہوں۔ کہ وہ بھی اس کے قصُور کو معاف کرے اور اُس پر رحم فرمادے +

جب علقمہ کی ماں اپنے بیٹے کا قصور معاف کر چکی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بمعہ صحابہ کے علقمہ کو دیکھنے کو تشریف لے گئے اور اُس کو بالکل آرام وسکون میں پایا۔ علقمہ نے اپنی ماں سے معافی مانگی اور خدا کے حضور دُعائیں کرتا ہوں وفات پاگیا۔ علقمہ کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ خود آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ نے کیا۔ اس کو دفن کر چکنے کے بعد حضور علیہ السلام نے ماؤں کی ناراضگی سے لوگوں کو ڈرایا اور فرمایا کہ دُنیا میں ماں سے بڑھ کر کوئی تم پر حق نہیں رکھتا۔ اُس نے تمھیں پیٹ میں رکھا۔ پالا پوسا۔ بڑا کیا۔ تربیت کی اور تمہارے لیئے اپنے تئیں فراموش کر دیا۔ پس جب تم بڑے ہو تو سب سے پہلے تمھیں اپنی ماں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ علقمہ کی حالت تمہارے لیئے مقام عبرت ہے۔ کیا وہ متقی صالح فیاض اور حلیم نہ تھا۔ لیکن ماں کے ساتھ بدسلوکی کرنے کا جرم تمام نیکیوں کے مقابلہ میں وزندار ثابت ہوا۔ اور اگر اس کی ماں اسے معاف نہ کر دیتی تو وہ آخرت میں سزا کا مستوجب ہو چکا تھا۔ پس میرے عزیزو اس کو یاد رکھو اور اپنے بچوں کو سکھاؤ کہ وہ اپنے ماں باپ کے بڑھاپے میں ان کی پرورش کریں۔ ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آویں اور کبھی اُن سے سخت کلامی نہ کریں۔ اگر ایسا کرو گے تو تمہارا کوئی نیک عمل خدا کی درگاہ میں مقبول نہ ہوگا۔ کیونکہ جنّت تمہاری کے قدموں کے تلے ہے۔ (راقمہ مسز خدیو جنگ صاحبہ۔ حیدر آباد دکن۔ ہندوستان)

رحمۃ للعالمین

ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

(اور ہم نے تمکو نہیں بھیجا۔ مگر سارے جہان کیلیئے رحمت)

(از قدوائی)

۱۹۱۰ء میں جب مجھے پہلی مرتبہ مقام خلافت کی زیارت کا اتفاق ہوا تو میرے ہم مذہب بھائیوں نے دلی جوش کے ساتھ میرا خیر مقدم کیا۔ اور سلطنت کے اعلےٰ سے اعلےٰ ارکان نے مجھے بار شرف باریابی بخشا۔ چنانچہ شیخ الاسلام اور قاضی عسکر کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ ہز اکسلنسی

محمود آفندی اُس وقت قاضی عسکر تھے۔ اب یہی سنتا ہوں کہ وہ وفات پا گئے ہیں۔ وہ ایک بڑے فاضل شخص تھے۔ اور گو میں نے ان کو ایک طرف سے کھلے لباس میں اور سر پر عمامہ رکھے ہوئے پایا۔ مگر وہ آج کی یورپ کی دنیا سے بخوبی واقف تھے۔ اور نپولین تک کے بعض جنگی اصُول پر تنقید کرنے کے لیئے تیار تھے۔ گو آپ عمر رسیدہ تھے۔ مگر بناوٹ میں مضبوط اور تندرست اور توانا نظر آتے تھے۔ اور تمام بڑے بڑے اسلامی مذہبی پیشواؤں اور فاضلوں کی طرح ایک سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور اُن کا مکان بہت ہی صاف تھا۔ اور ایسا ہی اُن کی نشست گاہ۔ مگر اُن کا سامان حد درجہ کا سادہ تھا۔ ایک پھوس کی صاف چٹائی پر دو پلنگ بچھے تھے۔ دیواروں پر کسی قسم کی آرائش نہ تھی صرف ایک تصویر کی چوکھٹ تھی۔ اور اُس اکیلی چوکھٹ میں جو کہ سارے کمرے بلکہ سارے مکان کی زینت کا باعث ہو رہی تھی کیا تھا۔ وہی قرآن کی آیت جس کو میںنے عنوان میں نقل کیا ہے۔ وما ارسلناك الا رحمة للعلمين +

کیا ایک بشر کے لیئے اس سے بڑھ کر کوئی عزت کا خطاب ہو سکتا ہے۔ کیا اس سے بڑا اور اعلےٰ مقصد کوئی انسان اپنے آگے رکھ سکتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو سارے جہانوں کے لئے رحمت ثابت کر کے دکھائے۔ ہاں اُس خدا نے جو انسانوں کی فطرتوں اور ان کی استعدادوں سے واقف ہے۔ وہ جو مخلوق کے لیئے سراپا رحمت اور محبت ہے۔ اسی نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اس خطاب کا مستحق سمجھا۔ اُسی نے آنحضرت کے سامنے یہ مقصد عالی رکھا۔ کہ وُہ اپنے آپ کو نہ صرف اس جہان کے لیئے بلکہ کل جہانوں کے لیئے رحمت ثابت کریں +

وہ محبّت جو مُسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ جن کو وہ خدا کا محبُوب اور نبیوں کا خاتم یقین کرتے ہیں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ آپ کو اس دُنیا میں ظاہر ہوئے تیرہ صدیاں گذر چکیں۔ دُنیا نے بے شمار تغیرات اور انقلابات دیکھے۔ اور اس کے وقت سے بُہت آدمی ہاں بُہت بڑے بڑے انسان دُنیا میں ہوئے اور گذر گئے۔ جیسا کہ اس وقت سے پہلے بھی ہوئے اور گذر گئے۔ اس کے وہ مخلص اور وفادار صحابہ بھی جنھوں نے اس کے لیئے اپنی جائدادوں کو چھوڑ دیا ایسے وقت میں جبکہ ہر طرف مصائب اور تکالیف اس کو پہنچائی جا رہی تھیں۔ جنھوں نے اُس کی حفاظت کے لیئے اپنی جانوں کو قربان کر دیا۔ جو اپنے بچّوں اور اپنے

وطن سے بڑھ کر آپ سے محبت کرتے تھے وہ بھی سب گذر گئے۔ حضرت موسےٰ کے پیرؤں نے حضرت موسیٰ کو کہا کہ تم خود ہی جا کر جنگ کرو۔ حضرت عیسےٰ کے پیرؤں نے خود حضرت عیسےٰ کو پکڑوا دیا۔ اور چند روپیوں کے عوض اپنے آقا کو بیچ ڈالا۔ مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وہ مقدس انسان تھے جنھوں نے پہلے دن سے جب وہ آپ پر ایمان لائے آخر دن تک صدق اور وفاداری کا وہ کامل نمونہ دکھایا جس کی نظیر ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ وہ ہجرت کا واقعہ جو دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ جہاں سے اسلامی سنہ شروع ہوتا ہے۔ اس میں صرف ایک رفیق ابوبکرؓ آپ کے ساتھ تھا۔ اور اس ایک رفیق کے ساتھ آپ مکہ سے نکلے جبکہ کل کے کل لوگ آپ کے قتل کرنے کا فیصلہ کیے ہوئے تھے اور اپنے کارندے اس غرض کے لئے متعین کر چکے ہوئے تھے۔ اور جب ایک رفیق نے اس تنہائی کی خطرناک گھڑی میں آپ کا ساتھ دیا تو آپ کا ایک دوسرا رفیق علیؓ آپ کے بستر میں لیٹ گیا۔ اور آنحضرت کی چادر کو اپنے اوپر اوڑھ لیا۔ تاکہ قاتلوں کی وہ تیز اور خونخوار تلواریں جو انھوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کی تھیں اس کے جسم پر اپنا کام کریں +

آب نہ علیؓ ہے اور نہ ابوبکرؓ اور وہ سیکڑوں اور ہزاروں وفادار صحابہ جنھوں نے علیؓ اور ابوبکرؓ کی طرح اپنے آپ کو دشمنوں کے تیروں اور تلواروں کے سامنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے ڈھال بنا دیا وہ بھی سب گذر گئے۔ اب اسلام عرب کے بیابان تک محدود نہیں۔ نسل انسانی کی قریبًا ایک چوتھائی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نام لیوا ہے۔ دُنیا نے بھی اس وقت سے بہت ترقی کی ہے اور بہت بڑھ گئی ہے پرانی دُنیا کے ساتھ ایک نئی دُنیا اور نمودار ہو گئی ہے سائنس کی ترقیات اس زمانے سے لے کر آج کہیں کی کہیں پہنچ گئی ہیں۔ ہمارے زندگی کے سامان ترقی کر گئے ہیں۔ اور خیالات نے بھی بہت ترقی کی ہے۔ مگر ایک بھی مسلمان ایسا نہیں جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہی محبت نہ ہو جو اُن مسلمانوں کو تھی جنھوں نے اس مقدس انسان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا یا جو اُس کے زمانے کے بعد آئے۔ چین میں تلاش کرو یا اسٹریلیا میں یورپ میں یا ایشیا میں۔ نئی دنیا میں یا پرانی میں۔ ایسے مسلمان کا وجود نہ پاؤگے لارڈ ہیڈلے اسی طرح اس سے محبت کرتا ہے جس طرح ہارون رشید کرتا تھا۔ ہارون رشید اسی طرح

ایسے ہی محبت کرتا تھا جیسے آپ کے وفادار صحابی۔ نہ زمانہ اس محبت میں جو کہ مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے کسی طرح کم نہیں کر سکا۔ ملکی حد بندیاں بھی اس محبت کو کم نہیں کرتیں۔ عیسے اور موسے کی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی مشرق کے رہنے والے تھے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ مشرق اور مغرب مل نہیں سکتے۔ لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جیسے مغرب کا مسلمان ویسے ہی مشرق کا مسلمان۔ اس لاتبدیل وفاداری اور محبت اس بےنظیر اخلاص کی جیسے نہ ملکوں کی حد بندیوں کا اثر ہے نہ زمانہ اپنا کوئی اثر دکھاتا ہے۔ کیا وجہ ہے صرف یہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو کل جہان کے لیئے رحمت ثابت کر دکھایا تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ قریباً سب کے سب نبیوں اور بڑے آدمیوں کی عزت اُن کے ہمعصروں میں کم ہوئی ہے۔ اور بعد کی آنے والی نسلوں میں زیادہ حضرت مسیح کی زندگی کے مطالعہ سے اسکا خوب ثبوت ملتا ہے۔ جتنے جتنے لوگ اس کے زمانہ کے قریب تھے اسی قدر کم اُنھوں نے اسکی عزت کی۔ اسی لیئے انھیں خود بھی یہ شکایت کرنی پڑی کہ نبی کی عزت اپنے وطن اور اپنے گھر میں نہیں ہوتی۔ آخر تک وہ اپنی قوم کی ایذاؤں کا شکار رہا۔ اوروں کو چھوڑو اس کے اپنے حواری جو سب سے بہتر اس کے حالات سے واقف تھے اور گھر بار بھی چھوڑ چکے تھے وہ بھی اسکی خاطر نہ صرف تکلیف اُٹھانے سے ہی گریز کرتے نظر آتے ہیں۔ بلکہ اُنھیں میں سے ایک کا کام تھا کہ اُسے دشمن کے ہاتھ پکڑوا دیا۔ خود پطرس نے اُس کا انکار کیا۔ حضرت مسیح کی وفات پر ایک لمبا عرصہ گذر گیا۔ جب اس کی سادہ اور نیک زندگی کے اردگرد کہانیاں جمع کر کے اُسے ایک راز کی صورت بنا دیا گیا۔ جب مشرکوں کے اعتقادات لے کر یسوع کے نام کے ساتھ اُن کو وابستہ کر دیا گیا تو انسان مسیح جو لوگوں میں کسی بڑی محبت کا جذبہ پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوا تھا۔ اور مسیح نبی اللہ جو اپنے مقصد کی تکمیل نہ کر سکا۔ اور جسے کہنا پڑا کہ تسلی دھندہ نسل انسانی کی ہدائیت کے لیئے اور خدا کی بادشاہت میں داخل کرنے کے لیئے آئے گا۔ اُس انسان اور نبی کی بجائے ایک فرضی خدا کا بیٹا بنا یا گیا۔

مسیح موسے کی طرح ایک اسرائیلی نبی تھے۔ اور ان کے مشن کا دائرہ بھی اسی طرح محدود تھا مگر ان سب تغیرات کے ساتھ اُس کے مشن کو بھی عمومیت کا رنگ دیا گیا۔ لیکن ایک عام مذہب

ہونے کے لیئے عیسائیت کس قدر ناموزون تھی۔ اس کی شہادت تاریخ سے ملتی ہے۔ جبتک لوگ صرف اس انسان کے بنائے ہوئے مذہب کی پیروی کو ضروری سمجھتے رہے۔ اُس وقت تک وہ کسی اعلےٰ حالت پر نہیں پُہنچ سکے۔ بلکہ اخلاق میں تمدن میں۔ ملکی رنگ میں اور علمی رنگ میں ایک گری ہوئی حالت میں رہے۔ خود ان کے مذہب کی بنیاد ایک غیر معقول بات پر تھی وہ یقین کرتے تھے۔ کہ گناہ کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ کہ عورت سخت مجرم ہے۔ کہ تین ایک ہیں اور ایک تین ہے۔ کہ خدا کے ہاں بھی بیٹا ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا اس قسم کی بہت سی غیر معقول باتوں پر اُن کے مذہب کی بنیاد تھی۔ ایسا ہی مذہب کی تمدنی بنیاد بھی کسی عمدہ اصول پر نہ تھی۔ مجردانہ زندگی کو اچھا سمجھا جاتا تھا۔ اور اس طرح پر ماں اور باپ کا مرتبہ نظروں میں گرایا گیا۔ ذہانت کُند ہوگئی۔ علمی تحقیق کے محرکات کم کیئے گئے۔ توہم پرستیاں پھیلائی گئیں۔ مسیح کی نبوت کی بنیاد ایسی کہانیوں پر رکھی گئی۔ جن میں عجوبہ باتوں اور معجزات کا ذکر ہو۔ جب تک عیسائی لوگ کلیسیا کی حکومت کے ماتحت رہے وہ ایک تاریکی کی حالت میں رہے اور تہذیب کے ادنےٰ مقام سے آگے نہیں بڑھ سکے عقل و فکر سے کام لینے کے زمانہ کی ابتدا اس وقت سے ہوتی ہے جب کلیسیا کا ستارہ غروب ہوگیا۔ آج یورپ اور عیسائیت اپنی تہذیب پر فخر کرتے ہیں لیکن مشرقی نکتہ خیال سے وہ مقام انسان کے نفس کی تہذیب اور تکمیل انسانی کا اعلےٰ مقام نہیں اور آج اس جنگ میں جو بعض خطرناک امور کا اظہار بعض عیسائی اقوام سے ہوا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس تہذیب کا اثر حقیقت میں یورپ کے دلوں پر کچھ نہ تھا۔ گر وہ ترقی کی حالت جس پر موجودہ تہذیب کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ یہ بھی کلیسیا کے ساتھ خطرناک جھگڑوں کے بعد حاصل ہوئی ہے اور آج عیسائی مذہب کے بنیادی سربستہ راز پر ایمان رکھنے والے لوگوں میں سے فہیم لوگ کثرت سے نکل گئے ہیں۔ یورپ آج اپنی ترقی پر فخر کرسکتا ہے۔ وہ یہ فخر کرسکتا ہے کہ اس کی حکومت بہت سے براعظموں پر ہے لیکن ان باتوں کے لیئے وہ عیسائیت یا کلیسیا کا ممنون احسان نہیں

اب تاریخ اسلام پر نظر دوڑاؤ تو معلوم ہوگا۔ کہ جتنے جتنے مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے نزدیک تھے۔ اور جس قدر زیادہ انھوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اُسی قدر زیادہ اُنھوں نے ہر پہلو سے ترقی کی یعنی اخلاقی پہلو۔ تمدنی پہلو۔ ملکی پہلو

اور علمی پہلو کے لحاظ سے ان کا تنزل شروع نہیں ہوا۔ جب تک کہ وہ اسلام سے دور نہیں جا پڑے۔ ایک وقت وہ دُنیا کی سب سے زیادہ مہذب تعلیم یافتہ قوم تھے۔ درمیانی زمانوں میں صرف وہی اکیلے علم کی مشعل کو روشن کرنے والے تھے۔ جب یورپ پر ایک سخت ظلمت محیط تھی جسقدر زیادہ انھوں نے اسلام سے محبت کی اسی قدر تہذیب میں بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دنوں میں عرب کی آبادی گویا کامل انسانوں کا ہی مجموعہ تھی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع خدا کی سلطنت کو زمین پر لائے۔ اس طرح پر کہ آپ نے ایک ایسا نمونہ قائم کیا۔ جو بہترین اور کامل ترین نمونہ اپنے وقت کے لوگوں کے لیئے اور ان لوگوں کے لیئے ہوا جو اُن کے پیچھے آنے والے تھے مسلمانوں کی کامیابی کا حقیقی راز جبتک کہ وہ مسلمان رہے سوائے اسکے کچھ نہیں تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل سے کامل اور اعلےٰ سے اعلےٰ نمونہ تھے۔ اسکے بالمقابل یورپ کے دانا ہمیشہ چلاتے رہے ہیں۔ اور ابتک چلاتے رہے ہیں کہ اس دُنیا کی ترقی اُن زنجیروں اور روکوں کو کاٹ دینے پر منحصر ہے جو عیسائیت نے قوائے عقلی کے نشوونما پر ڈال رکھی ہیں۔ مگر اسلام کے دانشمند فرزند آج بھی اپنے ہم مذہبوں کو یہی تعلیم دیتے ہیں کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیئے بہترین نمونہ سمجھیں اور ایسی ہی زندگی کو اختیار کریں۔ جیساکہ زمانۂ نبوت میں مسلمانوں کی تھی۔ کیوں اس لیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو دُنیا کے لیئے رحمت ثابت کیا۔

نہ زمانہ ماضی میں دنیا میں کوئی ایسا شخص ہوُا اور نہ آج دُنیا میں موجود ہے۔ جس کی زندگی کے اندرونی اور خانگی پہلوؤں کی نہایت باریک تفصیلات پبلک کے سامنے کھول کر رکھی گئی ہیں اور نہ صرف اپنے ہمعصروں اور ہموطنوں کے سامنے بلکہ ہر زمانے ہر ملک کے کروڑ در کروڑ انسانوں کے سامنے اور جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح نسل انسانی کے لیئے نمونہ بننے کے قابل ثابت ہوا ہو۔ وہ روایات جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ذریعہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے تھیں ہم کو پہنچی ہیں۔ وُہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اندرونی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اور اُن میں سے ایک ایک اور وہ سب کی سب اس انسان۔ ہاں فخر نوع انسان کی عزت کو ہمارے دلوں میں بڑھاتی ہیں۔ پس وہی لفظ کے حقیقی معنے کی رُو سے جہانوں کے لئے رحمت ثابت ہوُا۔

قریباً تمام مذاہب حتیٰ کہ بدھ اور یسوع کے پیروؤں نے اپنے نبیوں کو خدا بنا دیا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ یہی کہا انما انا بشر مثلکم۔ میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں بایں کوئی شخص ایسا نہیں جس کی محبت انسانوں کے دلوں میں اس خالص بشر سے بڑھ کر ہو کیوں اس لیئے کہ یہ بشر جہانوں کے لئے رحمت ثابت ہوا۔

پھر تمام نبیوں نے اپنے نبوت کے دعوے کی بنیاد معجزات پر رکھی اور حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بہت بڑھ کر تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پیروؤں نے بھی روحانی طاقت کے بڑے بڑے معجزات دکھلائے ہیں۔ لیکن آپ نے اعلان یہی کیا کہ میرا دعوائے نبوت کی بنا میری تعلیم کا کمال ہے۔ نہ معجزات کا دکھانا۔ لیکن جن لوگوں کے بڑے بڑے معجزات مشہور کیئے جاتے ہیں ان میں سے کون ہے جس نے نسل انسانی کے دلوں میں اتنی محبت پیدا کی ہو جتنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ کیوں؟ اس لیئے کہ آپ کی تعلیم اپنے اندر کمال رکھتی تھی۔ اور آپ کا وجود واقعی جہانوں کے لیئے رحمت تھا۔

لوگ آج اُن باتوں پر ہنستے ہیں جن کو مختلف قوموں نے معجزات کے نام سے موسوم کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ موسےٰ اور مسیح کے معجزات کو بھی کہانیاں کہا جاتا ہے۔ لیکن وُہ معجزہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ کہ سارے جزیرہ نمائے عرب کی کایا ایک قلیل عرصہ میں پلٹ دی اور ذلیل سے ذلیل حالت سے نکال کر اعلےٰ سے اعلےٰ حالت پر پہنچا دیا۔ اس کا آج کوئی متشکک بھی انکار نہیں کرسکتا۔ ایک مشہور متعصب عیسائی مصنّف سر ولیم میور نے اس انقلاب کا اقرار جو درحقیقت دُنیا کے اعظم ترین معجزات میں سے ہے۔ ان الفاظ میں کیا ہے۔

"ایک ایسے وقت سے جس کا پتہ تاریخ بھی نہیں دیتی۔ مکہ اور سارا جزیرہ نما رُوحانی موت کی حالت میں پڑا ہوُا تھا۔ یہودی عیسائی یا فلسفیانہ تحقیقات کے چھوٹے چھوٹے اور عارضی اثرات عرب کے دلوں پر ایسے ہی تھے جیسا کہ ایک جھیل کے ساکن پانی کی سطح پر کوئی ہلکی سی لہر نمودار ہو جائے۔ نیچے سب سکون اور بے حرکتی کی حالت میں رہے۔ لوگ توہم پرستی میں ظلم اور بدکاری میں ڈوبے ہوئے تھے۔ یہ ایک عام رواج تھا۔ کہ سب سے بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیواؤں کو اپنی زوجیت میں لے لیتا جو باقی جائیداد کے ساتھ مال کی طرح بطور ورثہ اُس کو پہنچ جاتی۔ تکبر اور

افلاس نے اُن کے درمیان دختر کشی کی رسم کو جاری کر دیا تھا۔ جیسا کہ ہندوؤں میں کر دیا اُنکا مذہب ایک بڑی موٹی بت پرستی تھی اور اُن کا ایمان بعض نہ دیکھی ہوئی ہستیوں کا توہم آمیز خوف تھا۔ جن ہستیوں کی خوشی کو وہ حاصل کرنا چاہتے اور جن کی ناراضگی کو دُور کرنا چاہتے تھے اور ایک حاکم کل باری تعالےٰ کی ہستی پر فی الواقع اُن کا کوئی ایمان نہیں تھا۔

زندگی بعد الموت اور نیک اور بد کی جزا اعتقادات افعال کے محرکات ہونے کے رنگ میں عملاً مفقود تھے۔ تیرہ سال ہجری سے پہلے مکہ اس ذلت کی حالت میں مردہ پڑا ہوُا تھا۔ مگر ان تیرہ سالوں نے کیسا زندگی کا انقلاب پیدا کیا۔ کئی سو انسانوں کا ایک گروہ ایسا تھا۔ کہ اُس نے بُت پرستی کو ترک کر دیا۔ اس کی جگہ ایک خدا کی عبادت اختیار کی اور اس ہدایت کے لیئے اپنے آپ کو کامل طور پر فرمانبردار بنا دیا۔ جس کو وہ خدا کی طرف سے وحی یقین کرتے تھے۔ وہ بار بار اور جوش کے ساتھ قادر مطلق سے دعائیں کرتے تھے۔ معافی کے لیئے اسی کے رحم کیطرف نظر اُٹھاتے اور یہ کوشش کرتے کہ نیک اعمال کے ساتھ ساتھ سخاوت پرہیزگاری اور انصاف کی پیروی اختیار کریں۔ وہ اب خدا تعالےٰ کی کامل طاقت اور اپنے چھوٹے سے چھوٹے کاموں میں اسی کی ربوبیت کے احساس کے نیچے زندگی بسر کرتے تھے۔ قدرت کے تمام عطیات میں زندگی کے تمام رشتوں میں اپنے انفرادی اور قومی کاموں کے ہر ایک پہلو میں وہ خدا کے ہاتھ کو کام کرتا ہوُا دیکھتے اور سب سے بڑھ کر یہ نئی زندگی جس میں وہ خوش تھے اُسے وہ خاص فضل کا نشان سمجھتے تھے اور اپنے اندھے ہموطنوں کے کفر کو خدا کی طرف سے سخت دلی کی مہر یقین کرتے تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو اس زندگی کے پہنچانے والے تھے۔ اور خدا کے نیچے اُن کی امیدوں کا سرچشمہ تھے۔ اور آپ کے سامنے وہ بلا عذر سر تسلیم خم کرتے تھے"۔

صرف عرب ہی نہیں بلکہ ساری دُنیا آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور نمونہ کے اثر کے نیچے آئی ہے۔ آپ نے ایک ہمیشہ تک رہنے والا اثر نسل انسانی کے ہر ایک ملک کے لوگوں کی زندگی پر اور اُن کی زندگی کے ہر پہلو پر چھوڑا ہے۔ آپ نے عورتوں کو وہ حقوق دیئے جو کبھی پہلے انکو حاصل نہ ہوئے تھے۔ اور آج تک بھی یورپین اور عیسائی ممالک میں حاصل نہیں ہوئے آپ نے اُن کو اس الزام سے بری ٹھیرایا۔ کہ وہی نسل انسانی کی گناہ کا موجب ہیں۔ آپ نے والدین کیلئے

ادب کی تعلیم دی۔ آپ نے غلاموں اور مزدوروں کی حیثیت کو وہاں تک پہنچایا۔ کہ آج یورپ کے جمہوری ممالک میں بھی وہاں تک نہیں پہنچے۔ آپ نے ساری نسل انسانی کو ہر ایک قوم اور رنگ اور خیالات کے پردوں اور عورتوں کو خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں ہوں ایک ہی زنجیر میں منسلک کیا۔ اُس زنجیر میں جس کو حبل اللہ کہکر آپ نے یہ بتادیا۔ کہ آپ سارے انسانوں کے لیئے ایک ہی سلسلۂ اخوت قایم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں آج امریکہ جیسے جمہوری خیالات کے عیسائی ملک میں کالی قوموں کے لیئے ایک مار پیٹ کا قانون بھی موجود ہے۔ جہاں آج یورپ کی تہذیب میں یورپین اور غیر یورپین کے لیئے علٰحدہ علٰحدہ حقوق تجویز کئے جاتے ہیں۔ اور اُسکی تعلیمی درسگاہوں میں بھی رنگ کا سوال اُٹھایا جاتا ہے۔ جہاں سارے عیسائی ممالک کی نجات کا انحصار صرف ایک مسیح کے خون پر رکھتے ہیں اور اعمال ہیچ ہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ صدیاں بیشتر نہ صرف ہر ایک قوم اور ملک سفید و سیاہ کو یکساں ملکی اور تمدنی حقوق عطا فرمائے۔ بلکہ نجات کے دائرہ کو بھی وسیع کر کے ہمیشگی کے جہنم سے آخر سب ہی قوموں کو باہر نکالا۔ اور کسی کے نیک اعمال کو محض ردی کی طرح نہیں ٹھیرایا۔ بلکہ ہر ایک نیک کام کا نیک پھل بتایا۔ خدا کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں اس فخر نوع انسان پر نازل ہوں جو تمام دنیا کے لئے رحمت ثابت ہؤا۔ اور جس کے لیئے خدا نے فرمایا "وما ارسلناك الا رحمة للعلمين"۔

اسلامی دستور العمل

از لارڈ ہیڈلے

حمد باری تعالی۔ شکر گذاری۔ دعائے استقامت و ہدایت۔ اسلامی عبادت کے لب لباب اور جزو اعظم سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں ظاہری رسم و رواج کا نام تک نہیں ہوتا۔ اور میرے نزدیک مذہب کی سچائی کی سب سے بہترین شہادت مساجد کی بیحد سادگی میں پائی جاتی ہے۔ جہاں کوئی شئے خیالات کو قطعاً پراگندہ نہیں کر سکتی۔ اور اُس خالق حقیقی کے قرب

حاصل کرنے کے لیئے کسی بیرونی امداد کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ نماز کے بارہ ارکان سے جس قدر عجز و انکسار اور اطاعت اللہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اس سے باطنی اور روحانی فضل کا کھلا کھلا اور آشکارا نشان ہویدا ہوتا ہے۔ اور اسی فضل کی برکت سے ہم میں یہ تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ کہ اس زندگی کے ہر شعبہ۔ ہر موقع اور ہر حالت میں ہم اُس مالک حقیقی کی حمد و شکر گذاری کریں۔ اور اُس سے امداد کے خواہاں ہوں۔

ہاں اگر ہمارے دل میں خدا تعالےٰ کی سچی محبت اور تڑپ ہے تو ہم خواہ کسی حالت میں ہوں۔ لیٹے۔ کھڑے۔ بیٹھے۔ رکوع یا سجود میں ہماری دعائیں ضرور سُنی جائیں گی۔ اور ہم قبولیت کے درجہ کو بلاشبہ حاصل کرلیں گے۔

میرے خیال میں ساجد کی پنجوقتہ نماز کے علاوہ گھروں میں بھی عبادت اور دعاؤں کی بُنیاد ڈالنی چاہیئے۔ جہاں کہ دن میں دو مرتبہ اہل خانہ اکٹھا ہوکر عبادت میں شریک ہوسکیں۔ اس طرح ذاتی طور سے حمد و صلوٰۃ کا سلسلہ ضرور جاری ہونا چاہیئے اور یہ فعل ازخود تہ دل سے سرزد ہونا چاہیئے۔ اور اس میں کسی قسم کے جبر یا ارادہ کا دخل نہو۔ ہر ایک انسان کی روحانی زندگی کا یہ خاصہ ہونا چاہیئے۔ کہ صُبح اُٹھتے ہی اُس کے مُونھ سے الحمدللہ کی صدائے لحنت نکل پڑے۔ اور پھر ان الفاظ کا سرور تمام دن باقی رہے۔

میرے خیال میں خانگی عبادت اس طرح شروع کرنی چاہیئے۔ کہ اوّل قرآن مجید کی کوئی سورت یا چند آیات تلاوت کی جائیں۔ بعدہٗ مشہور و معروف اسلامی دُعا پڑھی جائے۔

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالك یوم الدین ایاك نعبد و ایاك نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ اس کے بعد اور دعائیں کی جائیں اور اختتامی دُعاء کے قبل شکریہ اور استقلال و استقامت کی دُعا کیجاوے جو اس طرح ہو "اے میرے پیارے خدا تو بہت ہی قریب اور نزدیک تر ہے۔ تو ہر جگہ تاریک رات اور چمکتے ہوئے دن میں صراط مستقیم پر چلانے اور رہنمائی کے لیئے موجود ہے" بعد ازاں سب سے آخری اور اختتامی دُعا یوں ہوسکتی ہے۔ کہ "اے خداوند خدا چونکہ بغیر تیرے ہم تجھے خوش کرنے کے

قابل نہیں ہو سکتے۔ اس لیئے اپنے فضل و کرم سے یہ بخش کہ تیری روح القدس ہر امر میں ہمارے دلوں پر حکومت اور ہماری رہنمائی کرے"۔

مؤخر الذکر دُعاء عیسائی مذہب کی دُعاء ہے جس کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے کہ "ہمارے خداوند یسُوع مسیح کے وسیلے سے" اصل دُعا نہایت اچھی دُعاء ہے اور ایک مسلمان بھی مانگ سکتا ہے اسکا خاتمہ موردِ اعتراض نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ بالکل غیر ضروری اور بے فائدہ ہے۔ ہم اپنی التجا اپنے خالق اور اپنے مالک کے حضور پیش کرتے ہیں۔ جو کہ سب سے اعلےٰ اور سب سے اوّل ہے۔ جب ہم اس کی حمد و ثناء کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں تو اسکی کیا ضرورت ہے کہ کسی اور کا نام اس کے درمیان لیا جاوے۔ جب ہم اپنے خالق کے پاس جاتے ہیں۔ اور اُس کا قرب تلاش کرتے ہیں تو ہم کسی مخلوق کا نام کیوں لیں۔ ہاں جب کبھی برگزیدہ نبیوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ یعنی حضرت موسےٰ۔ جناب مسیحؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا نام آتا ہے تو ہم ان کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ بزرگ خدا تعالےٰ کی طرف سے مقدّس پیغام اور ہدایات لے کر نازل ہوئے۔ اس جگہ اسلام ہی کا منوّر چہرہ چمکتا ہے۔ کیونکہ اسلام یہ بتلاتا ہے کہ ایک بندہ یا مخلوق اپنے خالق کا قرب بغیر کسی دُنیوی شفاعت یا دستگیری کے حاصل کر سکتا ہے جس وقت ہم اپنے مقدّس نبی کا نام لیتے ہیں تو بے ساختہ درود پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ہم حضرت مسیحؑ اور دیگر انبیاء سابقین کو عزت اور تعظیم و تکریم سے یاد کرتے ہیں۔ اسلام انسانی کمزوریوں اور الہام الٰہی کی ضرورت کو اس قدر سمجھتا اور پہچانتا ہے۔ کہ وہ اُن میں بالکل امتیاز یا علیحدگی نہیں کر سکتا۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم سب سے آخری اور جلیل القدر نبی ہیں اور آپؐ کی ستودہ عملی زندگی اور حمیدہ خصائل کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی مرضی زمین پر ظاہر ہوئی اور ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ اگر ہم اُن اعلےٰ اور ارفع نمونوں پر چلنے کی کوشش کریں جو آنحضرت صلعم نے ہمارے لیئے چھوڑے ہیں۔ تو ہم بالضرور خدائے مطلق کی مرضی پُوری کریں گے۔ ہمیں اپنی دعاؤں کے اخیر میں یہ کبھی کہنے کا وہم بھی نہیں گذرتا کہ "ہمارے خداوند محمدؐ کے وسیلے سے" کیونکہ ہم بخوبی جانتے ہیں۔ کہ جس وقت کوئی شخص خدا تعالےٰ کے حضور عرض گذرانتا ہے۔ خدا اُس کی سُنتا ہے۔ یہ بات کس قدر رنجیدہ ہے

کہ قادر مطلق کا قرب صرف ایک شفیع یا درمیانی کے ہی ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام۔ جناب مسیح ناصری اور آنحضرت صلعم نے اپنا اپنا پیغام پہنچا دیا۔ لیکن خدا تعالےٰ ہی اپنے بندوں کی سُنتا اور اُن کو تسلی بخشتا ہے +

اسلامی نماز کا فلسفہ

نمبر (۲)

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ نماز کے مقررّہ اوقات بذات خود اپنے اندر ایک خاص فلسفہ رکھتے ہیں۔ یہ اوقات معیّنہ نماز کے لیئے نہایت ہی موزوں اور مناسب ہیں۔ اور انسان کی سرشتِ عبودیت کے لیئے ایک قسم کا معیار اور محک ہیں۔ علاوہ بریں انسان کی اپنی چال چلن درست کرنے میں پوری امداد کرتے اور اس امر کی تعلیم دیتے ہیں۔ کہ ہر موقع اور ہر آن صُبح اور شام دن اور رات انسان اپنے فرائض کو مدّ نظر رکھے۔ اپنے وقت کا موازنہ کرے۔ اور اپنے ہر ایک کام میں پابندی وقت کو ملحوظ خاطر رکھے۔ اور اپنے فریضہ کی ادائگی کے لیئے ہر وقت چُست و ہوشیار رہے +

ایک مسلم کتنا ہی دلچسپ اور خوش گوار کام میں مشغول ہو۔ لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے۔ اور بخلاف گرجے کے گھنٹے کی بے معنی اور کرخت آواز یا صدائے ناقوس کے مؤذّن کی بلند اور دلکش اذان کی آواز اللہ عزّ وجل کی حمد و ستائش کرتی ہوئی گونجتی ہے اور ایک سچّے مسلم کو حی علی الصلواۃ اور حی علی الفلاح یاد دلاتی ہے۔ اس وقت سب کے سب اپنا فرض منصبی سمجھ کر نماز کے لیئے چل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور نماز کو تمام مشاغل اور دلچسپیوں پر ترجیح دیتے ہیں اور مؤذّن اذان دیتے وقت اپنے کانوں کو اس لیئے بند کر لیتا ہے۔ کہ اپنے بھائیوں کو نماز کی طرف بلاتے وقت کوئی دُوسری آواز مثلاً ریل گاڑی کی کھڑ کھڑاہٹ یا ہوائی جہاز کی سنسناہٹ اُس کے اس کار منصبی میں خلل انداز

اور باعث انتشار نہ ہو۔ اور جب وہ موذن کی پکار اور اس فریضہ کی آواز سنتے ہیں جو اُن کو قادر مطلق خدا کون و مکان کے فرمانروا یوم حساب کے معقنن اعلےٰ بادشاہوں کے شاہنشاہ۔ قدوس اور پاک جل شانہٗ کے آگے سر تسلیم خم کرنے کو پکارتی ہے۔ تو کیا انکو زیبا ہے کہ اس معبود حقیقی کے رُوبرو میلے اور گندے ہاتھ مُنہ لیکر جا حاضر ہوں۔ حالانکہ جب وہ دنیا کے ایک معمولی افسر یا حاکم کے سامنے جاتے ہیں تو اپنے جسم اور لباس کی صفائی کا بہت ہی خیال رکھتے ہیں۔ شارع اسلام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ جسمانی طہارت قدرتاً روحانی پاکیزگی کا ایک جزو لاینفک ہے۔ دیگر مذہبی متوں نے بھی طہارت کا درجہ خدا پرستی کے بعد رکھا ہے لیکن اُنھوں نے اور اصولوں کی طرح اس کو بھی صرف چند ہدایات پر اکتفا کر دیا اور ان کو عملی صورت میں لانے کا کوئی طریقہ قطعاً اختیار نہیں کیا لیکن آنحضرت صلعم نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیئے جس طرح قواعد مرتب کیئے ہیں اسی طرح اُن کو عملی صورت میں بھی برت کر ہمارے لیئے نمونہ پیش کیا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک طہارت جسمانی اور روحانی مذہبی فریضہ میں داخل ہے۔ چنانچہ غسل کے لیئے بھی خاص ارکان مقرر کر دیئے ہیں۔ اور ایک ٹب میں محض غوطہ لگا لینے سے کوئی شخص پاک نہیں ہوتا۔ بلکہ دیگر ارکان کو بھی خاص طور پر مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ تاکہ جسم واقعی پاک اور صاف رہے غسل کے ساتھ لباس کی پاکیزگی اور تندرستی اور سائنس کے رُو سے بھی صفائی کا معقول لحاظ رکھا گیا ہے

العرض جب مُسلمان نماز کے واسطے جاتے ہیں تو پہلے وضو کر لیتے ہے یعنی جسم کے وہ جو حصّے کھلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اچھی طرح دھوئے جاتے ہیں۔ بند اور گندے پانی میں نہیں بلکہ صاف و شفاف اور بہتے ہوئے پانی میں۔

اس طرح مسلمان پاک صاف دل تازہ اور مطہر جسم کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ جب مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے یا قرآن پاک کو چھُونے کے لیئے جسمانی طہارت لازمی ہے تو ایک مسلمان اپنے دل میں فطرتاً یہہ محسُوس کرتا ہے کہ اُس خالق حقیقی کے حضور میں حاضر ہونے کے لیئے صفائی قلب اور پاکیزگیٔ دل کی کس قدر ضرورت ہے۔ مسلمان اس بات کا پختہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سوائے خدا تعالےٰ کے کسی اور سے مدد نہیں طلب کر سکتے پس ہر حالت میں خواہ وہ

پاک ہوں یا نہ ہوں۔ اُسی ایک معبود کے آگے سر جھکانا ہے۔ یعنی اُن کے دِل میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے۔ کہ اُس کے سامنے جسمانی طہارت کے ساتھ حاضر ہونا چاہیئے۔ اور اپنے دلی خیالات کا اظہار صفائی کی حالت میں کرنا چاہیئے۔ الغرض وضو سے جس طرح ظاہری صفائی ملحوظ ہے۔ اُسی طرح اس کے اندر ایک باطنی پاکیزگی بھی متصوّر ہے۔ مسلمان جب وضو کے وقت اپنا ہاتھ دھوتا ہے تو اُس سے صرف یہ مراد نہیں کہ وہ ہاتھوں کے گرد یا آلائش سے پاک کرتا ہے۔ بلکہ اُن ناپاک امور سے جن کا اُس نے ارتکاب کیا ہو اپنے ہاتھوں کو پاک صاف کرتا ہے۔ اور جب وہ اپنا چہرہ۔ ناک۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں دھوتا ہے۔ تو اس سے یہ مراد ہے کہ وہ ان اعضاء کو جو کسی افعال شنیعہ کے مرتکب ہوئے ہوں پاک کرتا ہے۔

مثلاً اگر کسی نے اپنی زبان کو غیبت کر کے پلید کر لیا ہو یا اُس کے کان دوسری کی بدگوئی سن کر ناپاک ہو گئے ہوں تو اُسے چاہیئے کہ ان اعضاء کو اس قسم کی نجاست سے پاک کرنے کے بعد خدا تعالےٰ کے حضور نماز میں کھڑا ہو۔ اور پھر جب وضو کے وقت اپنی تر انگلیوں سے سر پر مسح کرتا ہے تو اس سے اس کی یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ اس کا دماغ ہر قسم کے بُرے خیالات سے منزہ اور صاف ہو جائے۔ قبل ازیں کہ وہ اپنے خالق حقیقی سے باتیں شروع کرے۔

الغرض ارکان وضو سے صرف جسمانی ہی طہارت مراد نہیں ہے۔ بلکہ دماغی اور روحانی پاکیزگی بھی مقصود ہے۔ وضو کرنے کا یہ مقصد ہے کہ ہر ایک مسلمان کے دل میں یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ جسمانی صفائی اور روحانی پاکیزگی ایک دُوسرے کے ہم پہلو ہیں اور رُوح اُسی حالت میں اپنے خالق کے ساتھ ہمنوا ہو سکتی ہے۔ جبکہ جسم نہایت پاک اور مطہر ہو۔ چنانچہ اسلامی جماعت میں قواعد وضو یا طہارت کی وجہ سے بہت سی ناپاکیوں میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ اور ایسے لوگوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔ جو نماز میں پاک و صاف دل کے ساتھ شامل ہوتے ہیں اور خدائے حیّ قیوم سمیع و علیم کے حضور اپنی غلطیوں اور گناہوں سے سچی توبہ کر کے اور بھی زیادہ پاکی کے طالب اور جویاں ہوتے ہیں۔ پس وہ ظاہری اور باطنی معنوں میں فی الحقیقت پاک و صاف ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز کے قبل وضو کرنے سے نماز کی اہمیت اور پاکیزگی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور مرد و عورت اپنے فریضہ کو اُس خالق رب العالمین حیّ و قیوم خدا کے حضور نہایت خلوص کیساتھ

ادا کرتے ہیں۔ پس جس طرح اسلام کے اندر اور بھی ارکان و قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ اسی طرح نماز سے قبل وضو بھی ضروری اور لابدی شئے ہے۔ اس کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم و ارجلکم الی الکعبین وان کنتم جنبا فاطھروا..... ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم ولعلکم تشکرون..... یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (المائدہ ۔ ۶ ۔ ۸)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب نماز کے لیئے تیار ہو تو اپنے مونہوں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو اور سروں پر مسح کر لو اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھو لو اور اگر حالت جنب میں ہو تو غسل کر لیا کرو..... اللہ تعالےٰ تم پر کسی قسم کی تنگی کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کرے تاکہ تم شکر کرو..... اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ خدا کے لیئے کھڑے ہو جانے والے انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمکو اس بات کا مجرم نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقوےٰ سے بہت قریب ہے۔ اور اللہ کا تقوےٰ کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس کو جانتا ہے۔ یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ صرف ظاہری صفائی یا پاکی مکتفی نہیں ہو سکتی۔ جیساکہ متذکرہ بالا آخری آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ بیرونی صفائی حفظان صحت کے لحاظ سے تو ایک اچھی چیز ہے لیکن تقوےٰ اور انصاف انسان کو راستبازی کو قریب لاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ دلوں کے راز سے بخوبی واقف ہے۔ پس اگر ہم دو ہزار مرتبہ وضو کریں اور اس کے حضور ناپاک دل اور نجاست آلود خیالات لیکر حاضر ہوں تو ہماری نماز کبھی قبول نہ ہوگی اور ہماری دعائیں ہرگز سنی نہ جائیں گی۔ اس لیئے ہم کو چاہیئے کہ اُس قدوس خدا کے دربار میں عجز و انکسار اور خلوص اور صفائی قلب کے ساتھ حاضر ہوں۔

حضرت نبی کریم صلعم نے مسلمانوں کو صفائی قلب اور دل کو نخوت و تکبر اور منافقت سے پاک کرنے کے واسطے بہت زور دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اپنے دلوں کو ہر کسی قسم کی گندی الائشوں اور کمزوریوں سے منزہ کرو۔ اور اپنے دماغ کو ہر قسم کے حاسدانہ خیالات سے جو خدا کی طرف سے

توجہ کو پھیرنے والے ہوں پاک کرو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جسمانی طہارت نہایت ضروری ہے لیکن دماغی اور روحانی طہارت اس سے کہیں زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ قرآن شریف کا مقصد صرف تمہارا تزکیہ نفس ہے *

رشتہ داروں کے حقوق ایک مسلم پر

ہدیۃ الزوجین

(ایک ہندوستانی فرمانروا کی قلم سے۔)

ہدیۃ الزوجین یعنی پہلا حصہ اس کتاب کا جس میں مسلمانوں کے اس حصہ زندگی پر بحث ہوگی جو خانہ داری کے نام سے موسوم ہے ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال کی قلم سے نکلا ہے۔ ذیشان اور عالی مرتبہ مصنفہ کے نام سے ہندوستان کا ہر فرد بشر واقف ہے۔ یہ ایک نہائت ہی دلچسپ کتاب ہے اور موجودہ زمانہ کی ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کرنے والی ہے۔ اس میں مفصل ہدایات میاں بیوی کے باہمی حقوق اور ذمہ داریوں کے متعلق دی گئی ہیں۔ اور یہ نہایت ہی خوشی کا مقام ہے کہ ہز ہائینس باوجود ان کثیر اور اہم ذمہ داریوں کے جو ہندوستان کی ایک بڑی ریاست کے بار انتظام نے اُن کے ذمہ ڈالی ہوئی ہے۔ اور جن کو وہ احسن طریق پر پورا فرما رہی ہیں۔ اپنی علمی قابلیت سے بھی مخلوق کو فائدہ پہنچاتی رہتی ہیں۔ اور اس طرح پر آپ کی توجہ نہ صرف اپنی رعایا کی بہبودی پر ہی منعطف ہے۔ بلکہ اہل اسلام کے ہر ایک قسم کے فوائد آپ کے مدنظر ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً آپ کی علمی فضیلت سے ہندوستان کا لٹریچر فائدہ اُٹھاتا رہتا ہے۔ مگر آپ کی موجودہ تصنیف ان سب میں بڑھ کر قیمتی تحفہ ہے۔ ہر ایک شخص جو مسلمانوں کی خانگی زندگی کے حالات سے واقفیت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اِس کتاب سے صحیح علم حاصل کرسکتا ہے۔ اصل کتاب اُردو میں ہے۔ لیکن اس کا انگریزی ترجمہ ہز ہائینس کے ان بہنوں کے لیئے جنھوں نے مغرب میں اسلام کو قبول کیا ہے۔ بہت مفید اور بابرکت ہوگا۔

ہم مندرجہ ذیل ہدایات اس کتاب کے آخری باب سے نقل کرتے ہیں جس میں ان ذمہ داریوں کا ذکر ہے جو اسلام کے ماتحت ایک شخص کے ذمہ اپنے رشتہ داروں کے لیئے عائد ہوتی ہیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے رسالہ کے ناظرین کے لیئے ان سے بہت سی باتوں پر نئی روشنی پڑیگی وہ حالت جو ہم بعض دوسرے ممالک میں دیکھتے ہیں کہ مائیں افلاس کی حالت میں زندگی بسر کر رہی ہیں اور بیٹے اپنے تعیشات میں منہمک ہیں۔ اسلام میں ہرگز نہیں پائی جاتیں۔ بلکہ خانہ داری کا جو مغربی مفہوم ہے اس کے لحاظ سے وہ ذمہ داریاں جو ایک مسلم پر عاید ہوتی ہیں بہت وسیع ہیں۔ اور باوجود اُن کی وسعت کے وہ صرف نفظی یا نام کی ذمہ داریاں ہی نہیں۔ بلکہ عملاً اپنی آسائش کو قربان کرکے دوسروں کی آسائش کو مدنظر رکھنا اسلام کی اصلی تعلیم ہے۔ عالی مرتبہ مصنفہ نے اس مضمون کو ایسی صفائی سے لکھا ہے۔ کہ ہم آپ کے اصل الفاظ پر کچھ بڑھانا نہیں چاہتے +

ذوی القربےٰ

گھر کے تمام تعلقات صرف میاں بیوی سے ہی وابستہ نہیں ہیں۔ بلکہ ان تعلقات کے سلسلہ میں وہ اقربا اور اعزا بھی شامل ہیں۔ جن کی خدمت اور خبرگیری مرد یا عورت کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔

اولاد بالعموم دونوں کی متاع مشترکہ ہے۔ جس کی قدرتی محبت دونوں کے دلمیں ہوتی ہے اور اس کے متعلق والدین کے جو فرائض ہیں وہ اس قدر صاف ہیں۔ کہ محتاج بیان نہیں لیکن بعض خاندانوں میں سوتیلی اولاد سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ اگر ایسی اولاد پہلی بی بی سے ہے تو موجودہ بی بی کو اگرچہ اس کے ساتھ قدرتاً الفت نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کا فرض ہے کہ وہ حقوق العباد اور خاوند کی خوشی کے خیال سے اُس کے ساتھ محبت کرے۔ کیونکہ خداوند کریم نے اس کو باپ کی دولت و ثروت میں حصہ دار اور مستحق بنایا ہے۔ اسی طرح اگر عورت کے پہلے خاوند سے کوئی اولاد ہے اور وہ قابل پرورش ہے۔ تو اگرچہ وہ موجودہ خاوند کی دولت و آمدنی میں کوئی استحقاق نہیں رکھتی۔ لیکن عورت کی خوشی اور استحسان کے خیال سے اس کی پرورش کرنی چاہیئے۔ اِس کے علاوہ عورت کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے مہر اور نان و نفقہ

سے ایسی اولاد کی پرورش کرے +

اسلام میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام نے اسی محبت و شفقت کے ساتھ جو اپنی صلبی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے۔ ایسی اولاد کی پرورش کی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل مسلمانوں کے لیئے ایک سُنّت اور صحابہ کرام کا ہر ایک کام ایک نمونۂ عمل ہے +

اب ذرا غور سے دیکھو کہ مندرجۂ بالا قسم کی اولاد کے ساتھ عورت و مرد کی بخششیں گھر میں کس قسم کی مسرت پیدا کرتی ہیں۔ اور زوجین میں کس طرح محبت بڑھنے کا باعث ہوتی ہیں +

تعلقات عزیزداری میں والدین اور ذوی القربےٰ کا خیال رکھنا۔ ان کی خبرگیری کرنا اور ان کی خدمت بجا لانا بھی فرائض میں داخل ہے۔ والدین جو ہزاروں تکلیفیں اُٹھا کر اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔ اس بات کا حق رکھتے ہیں۔ کہ اولاد اُن کی خدمت بجا لائے۔ اور جب وہ اپنی دولت اور کمائی کا بڑا حصّہ اولاد کی پرورش میں صرف کرتے ہیں۔ تو ان کا استحقاق ہے۔ کہ وہ اولاد کی کمائی اور دولت سے بھی فائدہ اُٹھائیں :۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِیْ مَالًا وَّاِنَّ وَالِدِیْ یَحْتَاجُ اِلٰی مَالِیْ قَالَ اَنْتَ وَمَا لُکَ لِوَالِدِکَ اِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ اَطْیَبِ کَسْبِکُمْ کُلُوْا مِنْ کَسْبِ اَوْلَادِکُمْ

(ابو داؤد و ابن ماجۃ)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ میرے پاس مال ہے اور میرا باپ میرے مال کا حاجتمند ہے۔ فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کی ملک ہیں۔ (ازاں بعد حاضرین کیطرف روئے سخن کرکے فرمایا) کہ تمہاری اولاد تمہاری پاک اور حلال کمائی ہے (تو) تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے بے دغدغہ کھاؤ۔

والدین کی اطاعت۔ فرمانبرداری اور خدمت جس درجہ اولاد پر فرض ہے اور اعزاء و اقرباء کے ساتھ جیسے حسن سلوک اور مودّت و محبت کی ترغیب و تاکید کی گئی ہے۔ اس کا اندازہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی سے بخوبی ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی غور کرنے کے قابل ہے۔ کہ خداوند کریم کے نزدیک والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اس درجہ وقیع ہے۔ کہ جہاں اُس نے اپنی عبادت کرنے شرک وفسق سے بچنے اور نماز و زکوٰۃ کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہیں والدین کے ساتھ احسان کرنے کی بھی ہدایت فرمائی ہے:۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝	اور اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھیراؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو لونڈی غلام تمہارے قبضہ میں ہیں ان سب کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔ اللہ ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا۔ جو اترائیں اور بڑائی مارتے پھریں"
وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ط	اور ہمنے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنیکا حکم دیا اور (یہ بھی سمجھا دیا) کہ اگر ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو کسی کو ہمارا شریک ٹھیرائے جس (کے شریک خدا ہونے) کی تیرے پاس کوئی معقول دلیل ہے ہی نہیں تو (اس بات میں) ان کا کہا نہ ماننا"
وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝	اور اپنے والدین کے خدمت گذار (بھی) تھے اور سخت گیر (اور) خود سر نہ تھے"
وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝	اور مجھکو حکم دیا کہ جب تک زندہ رہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دوں اور نیز مجھکو اپنی ماں کا خدمتگذار بنایا اور مجھ کو سخت گیر اور بدراہ نہیں کیا"

یہی نہیں کہ احسان کی ہدایت کی گئی ہو۔ بلکہ ادب اور نرمی سے بات کرنے کی بھی تاکید کی گئی ہے:۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○

اور (اے پیغمبر) تمھارے پروردگار نے حکم قطعی دیدیا ہے کہ (لوگو!) اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا (اے مخاطب) اگر والدین میں کا ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں تو ان کے آگے ہوں بھی نہ کرنا اور نہ انکو جھڑکنا۔ اور ان سے (کچھ) کہنا (سننا ہو تو) ادب کے ساتھ کہنا (سننا)"

ان کے ساتھ خاکساری کرنے۔ اور اُن کے لیئے دُعائے مغفرت اور رحمت کے مانگنے کی ان الفاظ میں ہدایت کی گئی ہے :۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○

اور (اے شخص) محبت سے خاکساری کا پہلو ان کے (یعنی ماں باپ کے) آگے جھکائے رکھنا اور (انکے حق میں) دُعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار جسطرح انھوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے (اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہیں) اسطرح تو بھی ان پر (اپنا) رحم کیجیو"

والدین کے بعد زیادہ تر جو قریبی عزیز ہوتے ہیں ان کی تفصیل کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ان کی نسبت صرف ذیل کی ایک ہی حدیث کو پڑھ لینا چاہیئے " حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ اس بات کا حقدار کون ہے۔ کہ جس کے ساتھ میں سلوک کروں فرمایا تیری ماں۔ عرض کیا۔ پھر کون فرمایا تیری ماں۔ عرض کیا پھر کون۔ فرمایا تیری ماں۔ اُس نے عرض کیا پھر کون۔ فرمایا تیرا باپ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں (یعنی اپنی ماں سے سلوک کر) پھر تیری ماں۔ پھر تیری ماں۔ پھر تیرا باپ۔ پھر جو تجھ سے زیادہ قریب کا رشتہ رکھتا ہو"

اسی طرح ایک اور حدیث بھی ترمذی شریف میں ہے۔ کہ آنحضرت نے تین دفعہ ماں کے ساتھ۔ اور پھر باپ کے ساتھ سلوک کرنے کے بعد۔ پھر جو زیادہ قریب ہو اُس کے ساتھ سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی ہے +

ترمذی شریف میں ایک حدیث حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہوگیا ہوں تو کیا میرے لیئے توبہ ہے۔ فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا تیری خالہ موجود ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا "اس کے ساتھ سلوک کر"

اب اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے کہ خالہ کے ساتھ سلوک کرنے کی اس لیئے ہدایت کی گئی کہ وہ خوش ہوکر گناہ کے بخشے جانے کی خدا سے دعا کرے اور اس کے ساتھ جو ماں کی طرح ہے صلہ رحمی کرنا کفارۂ گناہ کا موجب ہوگا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی تمام خوبیاں ایک ایک کرکے رخصت ہوتی جاتی ہیں۔ اور انکی جگہ خرابیاں آتی جاتی ہیں۔ یہی حالت رشتہ داری کے تعلقات کی بھی ہے۔ اگر ایک بھائی دولتمند یا آسودہ حال ہے۔ اور دوسرے بھائی غریب ہیں۔ یا کسی کے والدین غیر مستطیع ہیں۔ تو اول تو خود اس آسودہ حال شخص کو ہی ان کی پروا نہیں ہوتی۔ پھر اگر بیوی بھی بدمزاج یا سسرال والوں سے متنفر ہو تو ان لوگوں کی زندگی جن کے حفظ حقوق کے متعلق اس طرح کے احکام ہیں جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔ نہایت بے کسی اور ذلت کی زندگی ہو جاتی ہے۔ مگر یہ دونوں یعنی شوہر اور بیوی نہ دنیا کا لحاظ کرتے ہیں نہ آخرت کے اُس عذاب سے ڈرتے ہیں جو ان اعمال کے باعث اس عالم میں ان پر نازل ہوگا ✦

والدین اور اعزہ کے ساتھ حسن سلوک اور مودت و محبت وہ حقوق ہیں جو خداوند کریم نے اولاد پر اور دوسرے اعزہ پر مقرر کیئے ہیں۔ ان حقوق کے ادا نہ کرنے کی بابت خواہ دُنیاوی قوانین میں کوئی چارہ کار نہ ہو۔ لیکن جو لوگ حشر و نشر پر ایمان اور روز محشر کی باز پرس پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ ضرور سمجھتے ہیں کہ اس کا اس دنیا میں نہ سہی اس دنیا میں چارہ کار ہے اگر بیوی کے اثر سے اس کا خاوند ان حقوق کو ادا کرنے سے مجبور ہو تو آخرت میں اس کا بار ان دونوں پر پڑے گا۔ البتہ اگر بیوی اپنی ملک و جائداد میں سے اپنے اعزہ کے حقوق ادا کرنے چاہیئے اور خاوند مانع ہو تو چونکہ خاوند کی اطاعت سب پر مقدم ہے۔ اس لیئے عورت تو گنہگار نہ ہوگی۔ مگر خاوند معصیت میں مبتلا ہو جائے گا۔ پس اس معاشرتی زندگی

میں گھر کی مسرت و برکت اور خداوند کریم کی رحمت کا بہت بڑا انحصار والدین اور اعزہ کے ساتھ حسن سلوک پر مبنی ہے *

عموماً ساسین جب اپنے بیٹے کا گھر بار کرتی ہیں تو وہ اس بات کو فراموش کر جاتی ہیں کہ وہ بھی کبھی "بہو" تھیں اور بہوئیں کبھی اس بات کو خیال میں نہیں لاتیں کہ ایک دن وہ بھی ساس بنیں گی۔ پس یہی فراموشی اور بے خیالی ساس بہوؤں کے فساد کی جڑ ہوتی ہے۔ جو عورتیں عقلمند ہوتی ہیں وہ سمدھیانے سسرال اور میکے کے جھگڑوں کو پاس نہیں آنے دیتیں اور کوئی بات ایسی نہیں کرتیں۔ کہ نزاع برپا ہو۔ نزاعات کے برپا نہ ہونے اور انسداد کا سب سے بہتر ذریعہ یہی ہے۔ کہ گھر کے ہر شخص کو ایک دوسرے کے مرتبہ اور حق کا خیال رکھنا چاہیئے اور اُن حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے جو خداوند کریم نے مقرر کیئے ہیں۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○	"یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں تو اُن سے آگے مت بڑھو اور جو اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے آگے بڑھ جائیں تو یہی لوگ برسرناحق ہیں"

عربوں کا احسان تہذیب پر

(از ایس۔ ایچ۔ لیڈر مصنف ویزرت گیٹوے۔ ویلڈ مسٹریز آف ایجپٹ وغیرہ)

اورینٹ لٹریری سرکل میں اس مضمون پر کہ عربوں کا تہذیب پر کیا احسان ہے۔ بولنے کی جرأت کرتے ہوئے۔ مجھے اس وجہ سے کچھ دقت ہے کہ میں جانتا ہوں کہ میرے سامعین کچھ مشرقی دُنیا کے رہنے والے ہیں اور کچھ مغربی دُنیا کے۔ میری دونوں سے درخواست ہے کہ میرا مضمون سُننے میں وہ وسعت حوصلہ کو کام میں لائیں۔ بعض تاریخی امور کو بیان کرنے میں مَیں ڈرتا ہوں۔ کہ مشرقی طالب علموں کے نزدیک میں واضح باتوں کو دُھرانے والا ہونگا میں جانتا ہوں کہ مشرقی لوگوں کو تاریخ سے کس قدر محبت ہے۔ بالخصوص جبکہ اس کا تعلق اسلام سے ہو۔ اور اس لیئے مجھے یقین ہے۔ کہ جو کچھ میں کہوں گا اُس میں اسلام کے پیروؤں

کے لیئے بہت نئی باتیں نہ ہونگی۔ لیکن اس گہری دلچسپی اور ہمدردی کی وجہ سے جو مجھے اپنے مشرقی دوستوں کی آرزوؤں سے ہے بالخصوص جو شمالی افریقہ اور مصر کے رہنے والے ہیں میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ ایک مغربی دل پر کیا خیالات اس امر کے متعلق پیدا ہوتے ہیں کہ کس طرح ایک قوم کا گذرا ہؤا شان وشوکت کا زمانہ ان کی موجودہ تمناؤں پر اثر ڈال سکتا ہے۔ اس کے بالمقابل بعض اپنے انگریز سامعین کے لیئے میں ان خیالات کی دوبارہ تحریک کرنے والا ہونگا۔ جو وہ بھول چکے ہیں اور اُن تاریخی واقعات کی کسی قدر ناخوش آئیند یاد دہانی کرنے والا ہونگا۔ جن کو مغربی لوگوں کی دلجمعی نے ایک طرف پھینک دیا ہے۔

میں ڈرتا ہوں کہ میں بعض لوگوں کی خود پسندی کو یہ کہکر کچھ صدمہ ہی پہنچاؤں گا کہ مغرب بھی ان لوگوں کا ممنون احسان ہے جن کا کچھ دُھندلا سا علم ہمیں صرف اسی قدر ہے کہ وہ عربوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ میں اُن کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میری طبیعت کا ناجائز میلان نہ ایک طرف ہے اور نہ دوسری طرف۔ مشرق اور مغرب دونوں تاریخی صداقت کے محتاج ہیں۔ اور وہ دونوں اس بات کے بھی محتاج ہیں کہ ایک دوسرے سے جو کچھ کوئی حاصل کرسکتا ہے کرے۔ وہ باہمی سمجھوتا جسکے ہم سب اس قدر خواہشمند ہیں اس وقت شروع ہوگا۔ جب مغرب اس بات کے ماننے کے لیئے تیار ہو کہ مشرق کے پاس خزانے ہیں جو اس کے اپنے خزانوں سے کسی طرح کم نہیں اور جو نسل انسانی کی عامہ بہبودی میں کام دے سکتے ہیں +

آج رات میں آپ کو وہ زمانہ یاد دلانا چاہتا ہوں۔ جب مشرق نے تہذیب کی مشعل کو بلند کر رکھا تھا۔ حالانکہ مغرب اُس وقت تاریکی کے زمانوں میں ٹامک ٹوئیے مار رہا تھا۔ مصر کے اُن طالب علموں کے لیئے خواہ وہ مسلمان ہوں یا قبطی جو آج یہاں ہیں۔ یہ کہانی بالخصوص مسرت پیدا کرنے والی ہے۔ کیونکہ اگر عرب دُنیا میں نئے جوش اور ولولے لائے اور اُن کے ساتھ مفتوحہ ملکوں کو زندگی کی حرکت دی تو یہ بھی اُن کے کمالات میں سے تھا۔ کہ جہاں کہیں اُنھوں نے تعلیم اور فنون اور دستکاریوں کو پایا۔ ان کو تباہ نہیں کیا۔ بلکہ ان کو ترقی دی۔ ایران میں بالخصوص یہ حالت تھی۔ مصر میں ہم بہت سے آثار قدیمی قبطی لوگوں کی محنت کے پاتے ہیں۔ جو تہذیب کی

اُس شاندار ترقی میں معاون ہوئے۔ جس نے مضبوط عرب حکومت کے ماتحت پرورش پائی۔ اگر میں ہندوستان کا ذکر نہیں کرتا تو یہ اس لیئے کہ مجھے ابھی تک کوئی ذاتی علم اس دلچسپ ملک کا نہیں ہے +

آپ میں سے بہت سے لوگ ابتدائی عرب کی تاریخ سے ایسے اچھے واقف ہیں۔ کہ مجھے آپکو زیادہ تکلیف دینے کی ضرورت نہیں۔ صرف چلتے چلتے اس طاقت کے حیرت انگیز نشوونما کا ذکر کروں گا جس نے حضرت محمدؐ کے ظہور سے ایک سو سال کے اندر اندر اپنے آپ کو مشرق میں دلی سے لے کر ہسپانیہ میں غرناطہ تک کا مالک بنا دیا۔ جس نے ایک سلطنت اس سے بہت زیادہ طاقتور بنائی۔ جس کو رومیوں نے آٹھ سو سال میں بنایا تھا +

میں آپ کو مختصر طور پر ایک انگریز کے نکتہ خیال سے وہ حالات بتانا چاہتا ہوں جن کے ماتحت تہذیب کی اس مشعل نے جو عربوں نے یونانیوں کے کمزور ہاتھوں سے لے لی۔ یورپ پر اسکے تاریکی کے زمانہ میں اپنی روشنی ڈالی۔ ہمارے آقا یسوع کی زندگی میں جس کا نام ہم سب خواہ مسلمان ہوں یا عیسائی بڑی عزت کے ساتھ لیتے ہیں۔ ایک بڑی روشنی دنیا پر نمودار ہوئی بدقسمتی سے جیسے زمانہ گذرتا گیا عقائد اور عملیات کے فروعی امور پر احمقانہ جھگڑے پیدا ہوکر وہ روشنی دن بدن تاریک ہوتی چلی گئی خدا کی توحید جس کے متعلق جوش وخروش سے جھگڑے ہو رہے تھے ۔بالکل بھلادی گئی۔ وہ لوگ یسوعؑ کے متعلق ہر ایک سوال پر غور کرتے سوائے ان امور کے جو ان کو اس کے اسوۂ حسنہ کی تقلید کی طرف لیجانے والے ہوں۔ اس کمزوری اور فساد کی حالت میں عرب کے بیابان سے ایک توانا قوم ایک مرتبہ اُٹھ نکلی۔ وہ لوگ جو اب تک گمنامی کی حالت میں رہے تھے۔ غیر معمولی طاقت کی وجہ ایسے اُٹھائے گئے۔ کہ ایک مرتبہ ہی وہ ایک عظمت کے مقام پر پہنچ گئے۔ ان کی تلوار کی فتوحات کا جیسا کہ میں نے کہدیا ہے مجھے بہت تھوڑا ذکر کرنا ہے۔ سوائے اس کے کہ میں کہوں کہ یہ تہلکہ ڈالنے والا انقلاب مغرب میں بعض لوگوں کو ایسا معلوم ہؤا۔ کہ علم کو نابود کر دیگا۔ اور دنیا میں وحشیانہ حالت کو عروج دیگا۔ اور میں اس بات کے تسلیم کرنے پر بھی مجبور ہوں۔ کہ جہالت اور غلط بیانی کی وجہ سے مغرب کے بہت سے لوگ اب بھی ان فتوحات کو اسی رنگ میں سمجھتے ہیں یہ

ناانصافی ہے۔ اور جہالت مشرق میں ہو یا مغرب میں۔ جہاں ہو انصاف سے روکتی ہے۔

جن باتوں کا میں اختصار کے ساتھ ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ علمی اور اخلاقی فوائد ہیں جس کا ایک دیرپا اور مستقل اثر کل عالم پر ہوا اور جن کے لیئے بلا شبہ تہذیب عربوں کے غلبہ کے زیر احسان ہے فتح کے پہلے حملے میں اس نئی طاقت نے ایران سے مجوسی۔ آتش پرستی کو نابود کردیا جو اگر نہ رُک جاتی تو سارے مشرق میں پھیل جاتی۔

اس کے بعد اُس نے مصر اور ہندوستان کے بعض حصوں میں جوگ کی توہم پرستیوں کو دور کیا اور رومیوں کے مناظرانہ علم الٰہی کو جو صرف نام کے عیسائی تھے۔ حالانکہ عملی رنگ میں بت پرستوں سے بدتر تھے۔ مٹا دیا۔ اور بعدہٗ عربوں کی اس طاقتور ترقی میں قسطنطنیہ کے دربار کا کمزور انتظام گرے ہوئے اخلاق اور ذلیل انتظام سلطنت فنا ہوگیا۔

ان کے مخالف بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ عرب کے ان جفاکش جوشیلوں کی جنگی طاقت کے ساتھ ایسی صفات ملی ہوئی تھیں جنھوں نے دُنیا کو ازسرنو زندگی بخشی۔ بعض وہ نیکیاں جن کو وہ اپنے ساتھ لائے تھے۔ ان قوموں کے درمیان جن کو انھوں نے فتح کیا متروک یا نابود ہوگئیں۔ ہمارے لیئے منشیّات سے پرہیز کفایت شعاری اور زندگی کی وہ سادگی قابل غور ہے جو ابتدائی زمانہ کے بلند مرتبہ خلفائے اسلام نے دکھائیں۔ اور جن کو نہ دولت اور نہ عزّت کا خیال کبھی کم کرسکا۔ وہ استقامت قابل غور ہے۔ جس کو کسی قسم کی مشکلات نہ دبا سکیں اور نہ کم کرسکیں۔ وہ فیاضی قابل غور ہے۔ جس کو آجکل کے لوگ اس سے دُور پڑے ہوئے ہونے کی وجہ سے باور بھی نہیں کرسکتے۔ وہ تقوےٰ قابل غور ہے کہ جس کے اندر سچّا جوش نظر آتا ہے اور عملی زندگی کی وہ سعی قابل غور ہے جو ایک ایسا نہ رکنے والا اثر دل پر ڈالتی ہے۔ کہ اُنکی فتوحات اپنی سرعت اور کثرت کی وجہ سے معجزانہ رنگ رکھتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ جب عرب تنہائی کے ایک بالکل تاریک کونے سے باہر نکلے تو وہ سب صفات ان کے اندر موجود معلوم ہوتی تھیں۔ جن کی ضرورت اس وقت دنیا کے جگانے اور دُنیا کی ترقی کے لیئے تھی۔ اگر دُنیا کی نجات کو نہ بھی مانا جائے۔

ایک لمحہ کے لیئے ہم ان اصولوں پر غور کرتے ہیں جنھوں نے ان لوگوں کو اٹھایا ہوگا۔ جبکہ

ایک قوم کو فتح کرنے کے بعد وہ اس کے انتظام اور ترقی دینے میں مشغول ہوئے ہمارے لیئے صرف قرآن اور حضرت محمد کے چند اقوال کو دیکھنا کافی ہے۔ قرآن میں ہے۔ ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ جس شخص کو دانائی اور حکمت دیگئی اس نے خیر کثیر کو پالیا۔ اور حضرت محمدؐ فرماتے ہیں عزت دولت سے نہیں بلکہ علم سے ہے۔ ایک اور حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ عالم کی سیاہی شہید کے خون کی طرح قیمتی ہے۔

ایسا ہی پیغمبر نے فرمایا۔ کہ ایک عالم ہزار جاہل ماننے والوں سے شیطان پر زیادہ بھاری ہے یہ بھی آپ کا خیال پایا جاتا ہے کہ عبادت کی نسبت علم رتبہ کو زیادہ بڑھاتا ہے۔ ایک عالم عابد پر ایسی فضیلت رکھتا ہے۔ جیسا کہ پورا چاند ستاروں پر اور آپ نے فرمایا۔ کہ علم کی تلاش میں لگجاؤ خواہ وہ چین میں ملے۔ ہمارے یہاں مغرب میں ایک ضرب المثل ہے۔ کہ قلم تلوار سے بڑھکر طاقتور ہے۔ اس کی صداقت جیسی صفائی سے عرب کی تاریخ میں ملتی ہے اور کہیں نہیں ملتی۔ اور مسلمانوں کی موجودہ حالت اس پر شاہد ہے۔ گو مسلمانوں کی ملکی طاقت کم ہوگئی ہے مگر کوئی چیز دنیا کو اُن کے علمی خزانوں کے فوائد سے محرُوم نہیں کرسکتی۔

پہلے علم ادب کو لو۔ علم ادب جو ابتداءً میں مشرق سے ہی یورپ میں آیا۔ دوسری مرتبہ پھر عربوں کی ذہانت ہی اُسے یورپ میں لانے والی ہوئی جو درحقیقت پرانے اور نئے علم ادب میں ایک زنجیر کا کام دیتے ہیں۔ مغرب میں علم ادب بالکل نابود ہوچکا تھا اور جاہلانہ وحشیانہ رنگ کا دور تھا۔ جب عربوں کی سلطنت عروج کی حالت پر تھی۔ لاطینی۔ کلیسیا ہر ایک قسم کے اچھے علوم سے محض ناآشنا تھی۔ جو کچھ استعداد بعد میں لاطینی مصنفوں نے حاصل کی۔ فلسفہ میں یا طب میں یا علم ہندسہ میں وہ اس کے بعد تھی۔ جب عربوں کی صحبت نے اُن کی جہالت کو متنبہ کیا اور انہی کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ وہ کسی یونانی مصنف کی تصنیف کے ماہر نہ تھے۔ اور جس قدر لاطینی میں علوم آئے وہ انھوں نے عربی سے ہی لیئے یہ عربی کے ذریعہ سے ہی تھا۔ کہ ہم ایک لاطینی ترجمہ کے ذریعہ سے ٹالمی کی تحریروں تک پہنچ سکے اور اقلیدس میں علم ہندسہ میں اس قدر لمبے عرصہ سے ہمارا معلم ہے اس تک بھی ہم عربوں کے ذریعہ سے ہی پہنچے ہیں۔ بڑے بڑے فاضلوں کا یہ خیال ہے۔ کہ بہت سی یونانی تصنیفات

اب تک عربی ترجموں میں مل سکتی ہیں۔ جن کے اصل مدت سے گم ہو چکے ہیں۔

علم کی دو شاخوں یعنی نظم اور قصہ نویسی پر عربوں کا خاص احسان ہے۔ مشرقی لوگوں کا نظم کا شوق اسلام سے بہت مدت پہلے کا ہے۔ اور یہ دعوے سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ قصہ نویسی کی طرز عرب میں ہی پیدا ہوئی اور عربوں کے ذریعہ سے یورپ میں پہنچی۔ دسویں صدی عیسوی سے پہلے کا قصہ کا نمونہ صرف ایک ہی ہے۔ جو عنترہ کے قصے کے نام سے مشہور ہے جو ایک عربی قصہ ہے جس میں قصہ نویسی کی تمام ضروریات موجود ہیں۔ اور جس سے پہلے یورپ کا کوئی قصہ اس طرز کا موجود نہیں۔ چاسر سے لے کر ملٹن تک انگریزی علم ادب میں۔ تمام شاعروں اور مصنفوں کے کلام میں عربوں کا اثر برابر موجود پایا جاتا ہے۔

اب ہم سائنس اور فلسفہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جب یورپ اُس وحشیانہ پن اور جہالت سے نکلا جو عربوں کے علمی زمانہ کے مقابل پڑا ہوا ہے۔ تو علمی دولت کی تین قیمتی کانیں اُس کے لیئے کھل گئیں۔ بالخصوص عربی تحصیل علم کے میدان میں۔ ان میں سے ایک کان فلسفہ کی تھی۔ جس نے دل کی اس زندگی کو تازہ کر دیا۔ جس کا یونانی لغویت نے اس قدر برا استعمال کیا تھا اور جس کو رومیوں کی خراب عادتوں نے تباہ کر رکھا تھا۔ دُوسرے مضمون علم ہندسہ اور علوم استقرائی تھے۔ جن کی یونانیوں اور رومیوں نے کبھی زیادہ قدر نہ کی اور نہ ان کا تتبع کیا۔

مشرقی ممالک میں بہت سے طالب علم اُس فاضل انگریز لارڈ بیکن کی تصنیفات کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں جس کی نیچرل فلاسفی کی تحقیقاتوں نے مغرب میں علوم کے ذرائع کو بہت بڑھایا ہے۔ مجھے ہمیشہ یہ بات معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ مصر کے نوجوان لارڈ بیکن کی قدر کرتے ہیں۔ مجھے اس سے کچھ تعجب نہیں ہوا۔ کیونکہ بہت سے ان سرچشموں کا پتہ لگانے کے لیئے جن سے لارڈ بیکن نے اپنے خیالات کو لیا اور ان کو بڑھایا ہمیں تیرھویں صدی تک واپس جانا پڑتا ہے۔ راجر بیکن جو ۱۲۱۴ء میں پیدا ہوا مشرقی زبانوں میں خوب ماہر تھا۔ ہسپانیہ کے موروں کی یونیورسٹیوں میں اُس نے فضیلت حاصل کی اور اُس زمانہ کے عرب مصنفوں سے ایسا ہی واقف تھا۔ جیسا یونانی اور

لاطینی تصانیف سے لارڈ بیکن نے جو سترھویں صدی میں ہوا اسی فاضل سے اپنے خیالات کو لیا اور اپنے مشہور استقرائی نظام کے پہلے اصولوں کو اسی سے لیا۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے جو اس بات کو یقین تک پہنچا دیتا ہے کہ بیکن کے فلسفہ کا اصلی سرچشمہ عربوں کے علوم ہی تھے۔ عرب کے فلاسفر ایک بے نظیر طبعی ذہانت کے ساتھ جفاکشی اور محنت کو بھی جمع رکھتے تھے۔ اور محنت سے جس قدر علوم حاصل ہوسکتے تھے ان سب کو حاصل کرتے تھے جس چیز کا وہ علم حاصل کرتے اس پر ہر ایک پہلو سے غور کرتے اور ان کے دلائل میں ایسی صفائی اور باریک بینی ہے کہ جس مضمون کو وہ ہاتھ ڈالتے اس کو کامل طور پر روشن کرکے چھوڑتے ان کے کام نے یورپ کے قوائے ذہنی کو بہت بلند کردیا۔ وہ بڑی قومی ترقی جو بارھویں صدی عیسوی کے بعد انگلستان میں نمودار ہونی شروع ہوئی۔ وہ انہیں باتوں کا اثر تھا +

سائنس کے معاملہ میں بھی انصاف چاہتا ہے کہ ہم اس بات کا اعتراف کریں کہ جب دسویں صدی میں یورپ علمی جہالت میں سویا ہوا تھا تو عرب بڑے شوق کے ساتھ ان سائنس کے مسائل کی تحقیقات میں لگے ہوئے تھے جنھوں نے مغربی دنیا میں علم اور زندگی کی ایک نئی روح پیدا کرنی تھی۔ مُوروں کے ان مدرسوں میں جو کہ ہسپانیہ میں تھے۔ یورپ کے طلباء کا سلسلہ لگاتار جارہا تھا۔ انگلستان سے فرانس سے جرمنی سے اطالیہ سے۔ تاکہ ان علمی خزانوں سے بہرہ ور ہوں جو عربوں کے قبضہ میں تھے اور تا یورپ بھی ان خزانوں میں سے حصہ لے۔ ہسپانیہ کی عربی یونیورسٹیاں علوم کے سرچشمے تھے۔ جہاں عیسائی جہالت اپنی ابتدائی تعلیم کے لیئے جاتی تھی عربی استادوں کے مشہور مغربی شاگردوں میں پیٹرو ورنیبل اور پوپ سلوسٹر ثانی بھی تھے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ پندرھویں صدی کے آخر تک انگلستان۔ فرانس اور اطالیہ کے سکولوں میں مشکل سے کوئی مشہور یا فاضل آدمی ایسا ہوگا جس کی سوانح اس احسان کا اعتراف نہ کرتی ہو جو بلاواسطہ یا بالواسطہ عربی علوم نے نسل انسانی پر کیا +

علم کیمیا میں عربوں کا مرتبہ بلاشبہ موجدوں کا ہے۔ یہ مشہور سائنس جو تجربہ کے فلسفے کا پہلا سرچشمہ ہے۔ عربی ذہانت کی ہی حقیقی ایجاد تھا۔ یہ بڑا زبردست ثبوت

اس بات کا ہے کہ اس زمانہ کی علمی جدوجہد کس قدر طاقتور تھی۔ مشرق کا تیز متخیلہ پہلے ان کو ایسی باتوں کی تلاش کی طرف لے گیا جو زیادہ تر فلسفہ گوئی کا رنگ رکھتی تھیں۔ مثلاً وہ آب حیات یا فلاسفر کا پتھر جو موت کو ٹال دے اور الکیمیا یعنی دوسری دھاتوں کو سونے میں تبدیل کرنے کا شوق۔ مگر ان کے علوم کے تجربہ نے ان کو جلدی اس دھوکہ سے باہر نکال دیا اور ان کی تحقیقاتوں کے عملی رنگ نے ان کی قوت متخیلہ کی غلطیوں کو جلدی درست کر دیا۔ انھوں نے بڑی کامیابی کے ساتھ حیوانی نباتاتی اور معدنی دنیاؤں کے اجزا کا مطالعہ کیا۔ ہوا آگ مٹی اور پانی پر تجربے کیئے الکحل اور اسیڈ کی ملتی جلتی اور متقابل خصوصیات کو تحقیق کیا۔ بہت سی ایجادات کیں۔ کافور صفت تیلوں کو دریافت کیا۔ پارہ کی طبی خاصیات معلوم کیں اور بعض زہریلی دھاتوں کا صحت بخش ادویہ میں تبدیل کیا جانے کا پتہ لگایا۔ مغرب نے ان تمام تحقیقاتوں کو ایشیا اور ہسپانیہ کے عربوں سے لیا۔ اور اپنی ٹھیری ہوئی طبائع کے ساتھ ان کو وہ مقررہ اصول اور قوانین کے ماتحت لائے اور اس کو ایک سائنس کے مرتبہ پر پہنچایا۔ اس کے بعد کی کیمیا کی تاریخ موجودہ یورپ کی ساری علمی ترقیات کے ساتھ وابستہ ہے۔

کیمیا کی ان ابتدائی تحقیقاتوں کی بنا پر علم طب اور علم دواسازی میں بڑی بڑی ترقیاں ہوئیں بڑے سے بڑے طبی فضلاء اس بات کے اعتراف میں متفق ہیں کہ عربوں کا احسان یورپ پر علم طب کے دوبارہ حاصل کرنے اور اس کی ترقیات پر بہت بھاری ہے۔ ان مشرقیوں نے حد درجہ کی محنت اور جفاکشی کے ساتھ اپنے آپ کو علم طب کے مطالعہ میں لگایا۔ اور ان سب باتوں کو حاصل کیا جو یونانیوں کو معلوم تھیں۔ اس میدان میں ان کو علم کیمیا نے اس قابل بنایا کہ وہ اپنے تمام پہلے پیش روؤں سے بہت آگے نکل گئے۔ دواسازی کے علم میں انھوں نے بیماریوں کے علاجوں کی فہرست کو بڑی بھاری وسعت دی اور بہت سی نئی مفرد ادویہ کو بڑھایا۔ انھوں نے پہلے پہل شکر کو بنایا۔ اور اس طرح پر انسان کی خوراک میں ایک لذیذ جزو کا اضافہ کیا جس سے اس سے پہلے عموماً لوگ ناواقف تھے۔ کیونکہ شہد جو صرف ایک ہی معلوم شیرینی تھی۔ بہت کمیاب اور بہت قیمتی چیز تھی۔ انھیں باتوں سے طبابت کا بڑا کمال پیدا ہوا۔ عربوں نے بالخصوص مرض کی علامتوں کی تشخیص کو مطالعہ میں لانے کی کوشش کی۔ اور اسمیں کامیابی حاصل کی

اپنے شوق اور باریک بینی کی وجہ سے بہت سے تاریک مسائل کو انھوں نے حل کر دکھایا اور بہت سی امراض کے اثرات سے ان کی وجوہات کا پتہ لگایا اور مؤثر علاج تجویز کیئے جلدی علاج کے امراض میں وہ بالخصوص کامیاب ہوئے چیچک کے مہلک مرض کی تحقیق کا سہرا الضبیں شرقی طبیبوں کے سر پہ ہی ہے۔ خسرا کی کیفیت کا پتہ لگانے میں بھی وہ سب سے اوّل ہیں۔ کئی قسم کے پھوڑے بالخصوص وہ جن کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ گلے کی کئی قسم کی بیماریاں عرب کے طبّی ہُنر کی وجہ سے ہی معلوم ہوئیں۔ جیسا کہ آج طب کے طالب علم تسلیم کرتے ہیں۔ سکریمول جو ایک مستشرق بھی تھا اور طبیب بھی تھا۔ چند سال ہوئے جب اُس نے اس مضمون کا مطالعہ کیا تو اس نے اس بات کا اعتراف کیا۔ کہ علم طب اپنی موجودہ ترقی یافتہ صورت میں بھی پرانے عرب مصنّفوں کی تحقیقاتوں سے ابھی بہت کچھ فایٔدہ اٹھا سکتا ہے"۔

جب یورپ نے تاریکی سے باہر نکلنا شروع کیا تو افریقہ ہسپانیہ اور سسلی کے طبی مدرسوں نے ان مدرسوں کو جو نئے بنائے گئے اپنی روشنی سے منور کیا۔ گبن کہتا ہے کہ پہلا طبی مدرسہ جو یورپ کی تاریکی میں نمودار ہوا سلرنون کا مدرسہ تھا۔ وہ شخص جس کی ذہانت نے یورپی علوم کا یہ نیا مرکز قائم کیا وہ ایک راہب قسطنطین نام تھا۔ اس نے اپنی عمر کے ۳۹ سال مشرق میں ایک علمی سفر پر خرچ کیئے اور بغداد سے واپس آیا۔ بعد کی طبّی ترقیات اسی شخص کی تصنیفات اور تعلیمات کا نتیجہ ہیں۔ نہ صرف وہ جو سلرنو کے مدرسے میں ہوئیں۔ بلکہ اُن تمام مدرسوں میں جو کہ تھوڑا ک یورپ کے مختلف ممالک میں اس کی شاخوں کے طور پہ قایٔم ہوگئے۔ فن علاج کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بیماروں کے لئے ہسپتال اور پاگلوں کے لیئے پاگل خانے قائم ہوگئے۔ ایک یہودی ربی بنیامین ٹولیڈا کا رہنے والا بغداد کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے :۔

"خلیفہ ایک دیندار اور فیاض آدمی ہے۔ اور اس نے دریا کے دوسری جانب عمارات بنائی ہیں۔ ان عمارات میں بہت سے بڑے بڑے مکانات بازار اور غریب بیماروں کے علاج کے رہائش کے مکانات ہیں۔ جو کہ وہاں علاج کرانے کے لیئے آتے ہیں۔ یہاں قریباً ساٹھ طبّی گودام ہیں۔ جن میں ہر قسم کی ادویہ اور دیگر ضروریات خلیفہ کے سرکاری گودام سے آتی ہیں۔ اور ہر ایک بیمار جو مدد کے لیئے درخواست کرتا ہے۔ اُس کو سرکاری خرچ رکھا

جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وُہ بالکل شفایاب ہو جاتا ہے۔ ان کے علاوہ ایک بڑی عمارت ہے جو پاگلوں کی رہائش کی جگہ کہلاتی ہے۔"

۱۳۰۴ء میں ایک بڑی بھاری پاگل خانے کی بنیاد قاہرہ میں رکھی گئی اور جب تک اس پر ایک صدی سے بھی زیادہ عرصہ نہیں گذر گیا۔ اُس وقت تک یورپ میں اس قسم کے کسی رواج یعنی پاگل خانوں کے علیحدہ بنایا جانے کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ تب بھی یہ چیزیں ہسپانیہ سے نکلکر یورپ میں پھیلیں ۔ (باقی آئندہ)

ایک پُرانے انگریز بادشاہ کا توحید الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار

(مرقومہ پروفیسر ھارُون مصطفےٰ لیون ایم۔ اے)

برٹش میوزیم کے تمغوں اور سکوں کی شاخ میں ایک عجیب و غریب اور دلچسپ سونے کا سکہ محفوظ ہے جس کو بنے ہوئے بارہ سو تیس (۱۲۳۰) سال سے زیادہ گذر چکے ہیں۔ اور جس پر عربی حروف میں صاف الفاظ میں یہ اقرار موجود ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ محمد رسول اللہ اور اس کے حاشیہ کے ارد گرد ذیل کا اقرار ہے محمد رسول اللہ ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

جن الفاظ کے یہ معنے ہیں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ ایک ہے اُسکا کوئی ہمسر نہیں۔ محمد اللہ کا رسول ہے۔ اللہ نے ان کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تا ہی سارے دینوں پر غالب کرے۔ یہ سکہ آفا شاہ مرسیا نے کندہ کرایا اور اُسی نے اس کو مضروب اور مروّج کیا۔ مرسیا انگلستان کے درمیانی حصّہ میں ایک قدیم اینگلو سیکسن بادشاہت تھی جو دریائے کینٹ کے دونوں طرف نارتھ سی سے لے کر ویلز تک پھیلی ہوئی

تھی۔ اور شاہ آفا کا زمانہ ۷۵۷ء سے لے کر ۷۹۶ء تک ہے۔ مرسیا کی سلطنت ابتداء میں ایک چھوٹے سے حصے پر محدود تھی اور اس لفظ کا اصلی مفہوم ایک سرحد کا ہے جس کو مخالف انسانوں کے ہاتھ سے بچایا جاتا تھا۔ یہ مخالفین ویلز کے باشندے یا قدیم برطانوی لوگ تھے جو عرصہ تک اینگلو سیکسن حملہ آوروں کے ساتھ اس حصہ ملک میں غلبہ کے لیئے لڑتے رہے۔ کئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں آہستہ آہستہ مرسیا میں ملتی چلی گئیں اور سب سے پہلے غالباً چھٹی صدی عیسوی کے آخری نصف حصے میں اس کی بنا پڑی۔ مگر یہ سلطنت پینڈا کی تخت نشینی تک جو ۶۲۶ء میں واقع ہوئی بہت کمزور حالت میں رہی۔ اور اس بادشاہ کے زمانہ میں اسکی محکم تدبیر اور منصفانہ حکومت کی وجہ سے دوسری سلطنتوں پر اس کو فوقیت حاصل ہوگئی بالخصوص ۶۳۳ء میں ایڈون بادشاہ پر فتح حاصل کرنے کے بعد۔ مگر ۶۵۵ء میں پینڈا کو آسون شاہ نارتھمبریا نے شکست دے کر قتل کر دیا اور مرسیا کی سلطنت کا غلبہ ایک وقت کے لیئے جاتا رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب انگلستان سات سلطنتوں میں تقسیم شدہ تھا۔ یعنے مرسیا۔ کینٹ۔ ایسٹ انگلیا۔ نارتھمبریا۔ ویسکس۔ سسکس۔ ایسکس۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اُن میں سے صرف پہلی پانچ سلطنتیں سکے مضروب کرتی تھیں۔ وولفہیر پینڈا کے بھتیجے نے جو ۶۵۷ء سے لیکر ۶۷۵ء تک حکمران رہا۔ نارتھمبریا والوں کو پیچھے دھکیلا۔ اور جنوب کی طرف دریائے ٹیمز تک اپنی سلطنت کے حدود کو پھیلایا۔ وولفہیر اس سلطنت کا پہلا بادشاہ تھا۔ جس نے بُت پرستی کو چھوڑ کر عیسائی مذہب کو اختیار کیا۔ اس کے جانشینوں میں سے ایک اتھل بالڈ نے جو ۷۱۶ء سے ۷۵۷ء تک حکمران رہا۔ مرسیا کے حدود کو اور وسعت دی۔ اور قریب قریب کے ممالک کے بڑے بڑے حصے اپنی سلطنت میں شامل کر لیئے۔ لیکن مرسیا کے سب سے زبردست بادشاہ آفا ۷۵۷ء سے ۷۹۶ء تک۔ اور سین وولف ۷۹۶ء سے ۸۱۹ء تک تھے۔ ان میں سے موخرالذکر بادشاہ کی وفات کے بعد یہ سلطنت بڑی سرعت کے ساتھ زوال پذیر ہوگئی اور ۸۲۹ء میں ایگبرٹ شاہ ویسکس کی سلطنت میں شامل ہوگئی۔

سامنے کے صفحہ پر اس سکہ کا اصل فوٹو اور جو عبارت اس پر کندہ ہے اسکا عکس دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس عجیب و غریب سکہ کا ناظرین خود معائنہ کر لیں۔ اگر اصل فوٹو ولایت سے آگیا تو بعد میں شائع کر دیا جائیگا۔

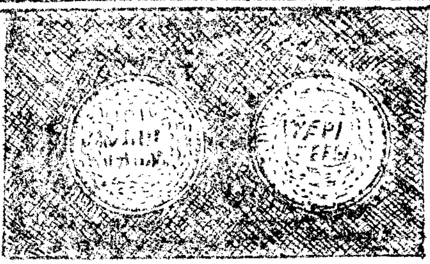

نمبر۱

نمبر۲

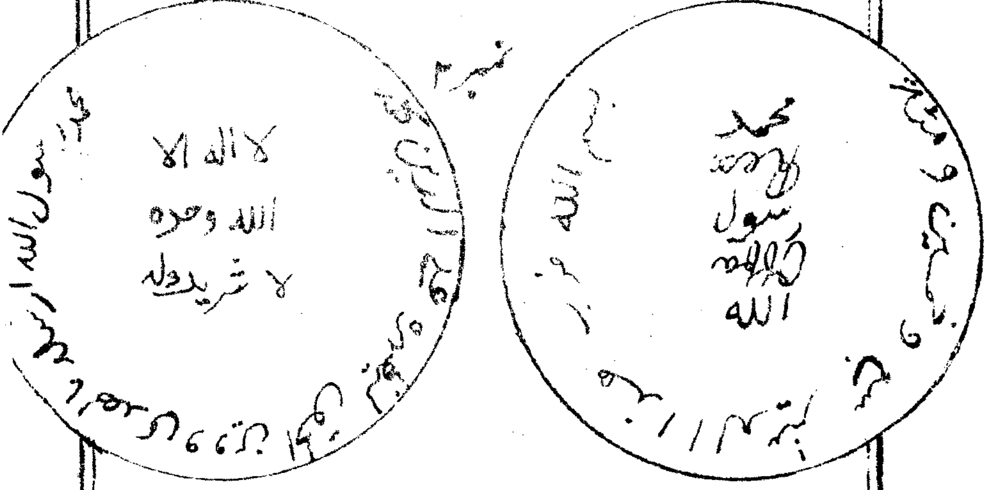

نمبر۱۔ پہلی تصویر میں اصل سکہ کا فوٹو ہے۔ مگر حروف باریک ہونے کی وجہ سے ٹھیک پڑھے نہیں جا سکتے +

نمبر۲۔ دوسری تصویر میں حروف کو بڑے کر کے دکھایا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سکے کے دونوں طرف کیا عبارت ہے +

سامنے کی طرف درمیان میں یہ الفاظ ہیں :۔ لا اله الا الله وحده لا شریک له
نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ ایک ہے کوئی اسکا شریک نہیں

اور حاشیہ پر یہ الفاظ ہیں :۔ محمد رسول الله ارسله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله
محمد اللہ کے رسول ہیں۔ انکو بھیجا اللہ نے ہدایت کیساتھ اور دین حق کیساتھ تاکہ اسے کل دینوں پر

پشت کیطرف درمیان میں یہ الفاظ ہیں :۔ محمد رسول الله ——— ——— آقا - بادشاہ
محمد اللہ کا رسول ہے ———

اور حاشیہ پر ذیل { بسم الله ضرب هذا الدینار سبع وخمسین و مئة
کے الفاظ ہیں۔ { اللہ کے نام سے یہ دینار مضروب ہوا۔ ایک سو ستاون ۱۵۷ھ میں

شاہ آفا جس کے دوران حکومت میں یہ دلچسپ سکہ مضروب ہوا جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں ۷۵۷ء میں مرسیا کے تخت پر بیٹھا اور وہ پنیڈا کے باپ وبا سے شروع کر کے اس سلطنت کا نواں بادشاہ تھا۔ اُس نے سلطنت کو بہت کمزور حالت میں پایا اور غالباً اس کی سلطنت کے ابتدائی سال اپنے ملک کے اندر ہی حکومت اور انتظام کرنے پر صرف ہوئے ۷۷۱ء سے اس کی فتوحات کا دور شروع ہوتا ہے۔ ۷۷۵ء میں اس نے شاہ کینٹ کی فوجوں کو شکست دی اور ۷۷۹ء میں مغربی سیکسنوں اور ویلس والوں کے خلاف کامیابی سے جنگ کی ان مؤخر الذکر لیٹروں سے حفاظت کے لیئے اس نے ایک بڑی مٹی کی دیوار بنائی جو انگلستان اور ویلز کی ساری سرحد کے اوپر پھیلی ہوئی تھی۔ فلنٹ شائر کے شمالی ساحل سے لیکر جو سمندر کی اس شاخ پر ہے جو ڈی کے نام سے مشہور ہے۔ ڈین بگ منٹگمری سلوپ۔ ردنور۔ ہیر فورڈ میں سے ہوتی ہوئی گلوسٹر شائر تک یہ پہنچتی تھی۔ جہاں اس کا آخری جنوبی حصہ دریائے وائی کے دہانے کے قریب ہے۔ اس عظیم الشان دیوار کے بعض حصص ابتک خاصے بلند نظر آتے ہیں۔ گو اس کا بڑا حصہ زمانہ اور باد و باران اور انسانی ہاتھوں کی غارتگریوں سے نیست و نابود ہو چکا ہے۔ اس کام کی تکمیل پر بے انداز محنت خرچ ہوئی ہو گی۔ قریباً اس کے متوازی مگر کوئی دو میل مشرق کی طرف ہٹ کر ایک اور چھوٹی دیوار ہے۔ جس کا نام واٹس ڈائک ہے۔ یہ بھی آفا نے ہی بنائی اور ۷۸۵ء میں اس کی تکمیل کی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان دونوں بندوں کی درمیانی جگہ تجارتی اغراض کے لیئے غیر جانب دار قطعہ زمین کا کام دیتی ہو گی +

آفا کے تعلقات رومن کیتھولک مرکز کے ساتھ دوستانہ تھے۔ پوپ کے دو وکیل جو مرسیا میں آئے ۷۸۶ء میں بادشاہ نے ان کو ایک دربار میں شرف باریابی دیا۔ ان دو وکیلوں نے جو رپورٹ شاہ آفا کے متعلق پوپ ایڈرین اوّل کو بھیجی۔ اس میں شاہ آفا کی طرف سے غربا کے لیئے کچھ رقم بطور سخاوت اور گرجا کی روشنی کے انتظام کے لیئے دیئے جانے کا ذکر بھی ہے +

مرسیا کی سلطنت کی سکہ سازی انگلستان کی ان سات بادشاہتوں میں سب سے بڑی معلوم ہوتی ہے۔ سب سے پہلے مرسیا کے سکے عموماً چاندی کے بنائے جاتے ہیں۔ جن کا وزن عموماً آٹھ سے لیکر بیس گرین تک ہے۔ ان ابتدائی مرسیا کے سکوں پر پنیڈا اور اتھلرڈ کے نام ہیں۔ ان میں سے

اوّل الذکر سکے بالکل رومن طرز کے ہیں۔ لیکن موخرالذکر سکوں میں رومن طرز کے علاوہ کچھ دیسی نقشہ بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعد کے بنے ہوئے ہیں۔ پنیڈا کے سکوں پر جو حروف کندہ ہیں وہ رومن اور رُونک حروف ہیں۔ مگر اتھلرڈ کے سکوں میں صرف رونک حروف ہیں جو بت پرست شمالی لوگوں کی الف با ہے۔ بادشاہ کا نام ہر حالت میں سکے کے دُوسری طرف ہے اتھلرڈ کی وفات سے لیکر جو ۷۵۷ء میں ہوئی۔ آفا کی حکومت تک جو ۷۸۷ء میں شروع ہوئی نصف صدی سے کچھ زیادہ کا عرصہ ایسا ہے کہ اس کے اندر مرسیا کے سکوں کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔

آفا نے کوئی قدیم طرز کے سکے مضروب نہیں کیئے۔ اور اس کے سکے زیادہ تر پینی یعنے آنی کی قیمت کے ہیں۔ یہ چاندی کے سکے ہیں۔ اور اٹھارہ سے لے کر بیس گرین تک ان کا وزن ہوتا تھا۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ آفا پہلا بادشاہ تھا۔ جس نے پینی کو انگلستان میں رواج دیا۔ سکے کی یہ طرز۔ مگر اس کا نقشہ نہیں۔ شارل مین کے دینیر سے لیا گیا تھا۔ آفا کے ان سکوں میں جو پینی کے قسم کے ہیں۔ نقشے میں اور بناوٹ میں ایسا کاریگری کا کمال پایا جاتا ہے کہ اس بارہ میں اُس سے پیچھے آنے والے بادشاہوں کے سکے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ نہ صرف سکوں کی طرزیں ہی تعداد میں زیادہ ہیں۔ بلکہ اُن میں نقشوں کا بھی بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ موٹے طور پر دو حصّوں پر تقسیم کیئے جا سکتے ہیں۔ ایک وہ جن میں بادشاہ کے اوپر کے دھڑ کی تصویر ہے اور دُوسرے وُہ جن میں وہ تصویر نہیں۔ یہ تصویر جن سکوں پر موجود ہے اپنے اندر اصلیت کا رنگ رکھتی ہے۔ اور بلاشبہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں صحیح تصویر اتارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سکوں کے دوسری طرف جو نقشے ہیں ان میں زیبائشی نقوش اعلےٰ درجہ کے پائے جاتے ہیں۔ اور زیادہ تر عجیب طرز کی بنی ہوئی صلیبوں یا پھولوں کے نمونے ہیں دھڑ کے اوپر کے حصّے کی بنی ہوئی تصویریں اچھی بنی ہوئی ہیں۔ اور سر کی تصویر گویا ایک زندہ انسان دکھاتی ہے۔ بال عموماً سنوارے ہوئے اور ان میں شکن ڈالے ہوئے ہیں۔ مگر بعض تصویریں بے ترتیبی کی حالت میں بھی ہیں۔ سکوں پر جو عبارت کندہ ہے وہ رومن عبارت میں ہے۔ مگر کہیں پرانے رونک حروف کا بھی اثر موجود ہے۔ ٹکسالوں کے ناموں کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ سب سے بڑا مرسیا کا ٹکسال لندن میں ہوگا۔ مگر خود ان سکوں سے یہ

ثابت ہوتا ہے کہ ۷۷۶ء میں شاہ کینٹ اور اس کی افواج کو جو شکست اٹفورڈ کے مقام پر ہوئی اور جب کینٹ مرسیا کا باجگذار ہو گیا تو آفا کینٹربری کے ٹکسال کو استعمال کرتا رہا +

آفا کا سونے کا وہ عجیب و غریب سکہ جس پر عربی حروف کندہ ہیں سکوں کے طالبعلموں کے درمیان بہت زیر بحث رہا ہے اور یہ عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ دُنیا کے عجیب سے عجیب چیزوں میں سے یہ ایک چیز ہے۔ بہت سے رسالے اور مضامین اس سکہ اور اس کی اصلیت پر لکھے گئے ہیں۔ اور اس کے متعلق مختلف قسم کے خیالات لوگوں میں پائے جاتے رہے ہیں ۲۵ نومبر ۱۸۴۱ء میں پیرس کے رہنے والے ایڈرین ڈی لانگ پریئر نے ایک مضمون اس سکہ پر لنڈن نیمس میٹک سوسائٹی کے سامنے پڑھا۔ اسی سوسائٹی کے سامنے مسٹر جے۔ وائی۔ ایکرمین نے ایک مضمون ۲۴ مارچ ۱۸۴۲ء کو پڑھا جس میں اس سکہ کے مضروب ہونے پر بحث کیگئی ہے مسٹر ہربرٹ اے گروبر نے ۱۸۹۹ء میں برطانیہ کلان اور آئرلینڈ کے برٹش میوزیم کے سکوں پر ایک رسالہ میں اس سکے کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن کینین نے ۱۸۸۴ء میں کتاب گولڈ کوئنس آف انگلینڈ میں صفحہ ۱۱ و ۱۲ میں اس سکہ کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اُس کتاب کی ابتداء میں اسکی تصویر بھی دی ہے۔

اسی سکہ پر برٹش نیومس میٹک سوسائٹی کے پریذیڈنٹ کارلین برٹن نے ایک مفصّل اور نہایت دلچسپ مضمون لکھا تھا۔ اور حال ہی میں یعنی ۱۹۱۴ء میں ایک اعلےٰ درجہ کا مضمون مسٹر جے۔ ایلن ایم۔ اے نے لکھا ہے +

اِن مختلف اصحاب نے جو کچھ بحث اس سکہ پر کی ہے اور جن مختلف نتائج پر وہ پہنچے ہیں۔ اور ایسا ہی بعض اور لوگوں نے جن کے نام ایسے مشہور نہیں جو کچھ اس سکہ کے متعلق لکھا ہے ان سب تحقیقاتوں کا نتیجہ ذیل کے چار عنوانوں کے ماتحت آتا ہے۔ یعنی ان میں سے ایک نہ ایک رائے کی تائید ان مختلف مضمون نویسوں نے کی ہے۔

اوّل۔ کہ شاہ آفا مسلمان ہو گیا تھا۔ اور اس نے اپنے اسلام کا اعلان سکوں پر کلمۂ توحید کا اقرار کر کے کیا +

دوئم۔ کہ آفا کو ان عربی الفاظ یعنی لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ محمد رسول اللہ

ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے معنے معلوم نہ تھے اور نہ اس کو پتہ تھا۔ کہ ان الفاظ کا مفہوم کیا ہے۔ اور اُن کو صرف بیل بوٹے خیال کرکے اُس نے سکہ پر یہ نقش منقش کرا دیئے اور الفاظ آفا ریکس یعنی شاہ آفا اپنے نام کے اظہار کے لیئے بڑھا دیئے۔

سوئم۔ کہ چونکہ بہت سے بیت المقدس کے زائرین ان ایام میں انگلستان سے بیت المقدس کو جایا کرتے تھے۔ اور چونکہ بیت المقدس اس وقت اس وقت مسلمانوں کے زیر حکومت تھا اس لیئے شاہ آفا نے یہ سکے۔ اس غرض کے لیئے مضروب کیئے ہونگے۔ کہ وہاں آسانی سے قبول کیئے جا سکیں۔ اور ان کے چلنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ اور تجارتی وغیرہ اغراض میں بھی یہ کام دے سکیں +

چھارم۔ کہ اس سکہ کی غرض اس کو عام طور پر رواج دینا نہ تھا۔ بلکہ چونکہ آفا نے پوپ کو ۳۶۵ سونے کی مہریں سالانہ دینی کی تھیں۔ اس لیئے یہ سکہ صرف اسی خاص غرض کے لیئے مضروب ہوا تھا +

ایڈیٹر اشاعت اسلام۔ شاہ آفا کا سکہ واقعی دنیا کی عجیب چیزوں میں سے ایک ہے۔ اس کے متعلق جن چار نتائج پر عیسائی محقق پہنچے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شاہ آفا درحقیقت مسلمان ہو گیا تھا اور اسلام کے اعلان کے لیئے ہی انھوں نے یہ سکہ اس طرز پر مضروب کرایا۔ اور اس پر کلمۂ شہادت اور آیات قرآنی کندہ کرائیں قبل اس کے کہ میں ان اعتراضات پر غور کروں جو اس نتیجہ کو ماننے سے لازم آتے ہیں باقی تین نتائج کے متعلق چند الفاظ لکھنے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ نتیجہ نمبر ۲ کا موید ایڈرین دی لانگ پریئر ساکن پیرس ہے۔ اور اس امر کی تائید میں اس نے پانچ اور سکے جو مختلف عیسائی ممالک میں مضروب ہوئے پیش کیئے ہیں۔ مگر یہ پانچ سکے ہرگز اس نتیجہ کی تائید نہیں کرتے۔ سب سے اوّل یہ امر غور طلب ہے کہ اگر عربی زبان کوئی مردہ زبان ہوتی جس کا نہ بولنے والا کوئی دُنیا پر ہوتا اور نہ ہی اس کا لٹریچر پھیلا ہوا ہوتا تو یہ بات ممکن تھی کہ عربی کے حروف کا ایک بادشاہ اور اُس کے تمام عملے کو پتہ نہ لگتا اور یہ بھی معلوم نہ ہوتا کہ یہ کسی زبان کے حروف ہیں یا محض بیل بوٹے ہیں۔ مگر اس زمانہ میں جس کا یہ سکہ ہے۔ اسلامی حکومت اپنے پورے عروج پر تھی۔ اور چونکہ بیت المقدس کے زائرین

کثرت کے ساتھ بیت المقدس میں آتے جاتے تھے۔ اس لیئے ان کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات بھی تھے۔ عربی زبان نہ صرف عرب کی ہی زبان تھی۔ بلکہ جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومت پہنچی وہاں عربی زبان بہت جگہ تو عام آبادی کی زبان بن گئی تھی۔ اور بعض جگہ سارے دفاتر وغیرہ کے عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے وہاں کی علمی زبان عربی ہی بن چکی تھی۔ اس لیئے یہ خیال کرنا کہ ۱۵۰ھ ہجری میں یعنی اسلامی حکومت کو قائم ہوئے ڈیڑھ سو سال پیچھے انگلستان کا ایک بادشاہ اور اس کے سارے وزراء علماء و فضلا اور اس کی سلطنت کے اراکین جن میں سے بہتیرے ہر سال بیت المقدس میں جاتے اور مسلمانوں سے میل ملاقات کرتے تھے۔ عربی زبان سے ایسے ناواقف تھے کہ وہ اس قدر بھی نہ پہچان سکتے تھے کہ یہ عربی کے حروف ہیں یا کوئی بیل بوٹہ اور بے معنی نقش ہیں۔ ایک ایسی بات ہے جس کو ایک لمحہ کے لیئے بھی کوئی عقلمند انسان تسلیم نہیں کر سکتا۔ پس یہ نتیجہ بالکل بعید از قیاس ہے۔ اور ان مثالوں سے جو مسٹر لانگ پریئر نے دی ہیں اس نتیجہ کی کوئی تائید نہیں ہوتی۔ پہلی مثال یہ ہے کہ کیسٹائل کے عیسائی بادشاہ الفانسو ہشتم نے ایک سکہ مضروب کیا تھا جس پر کچھ عربی عبارت تھی۔ مگر وہ عربی عبارت صاف طور پر عیسائی مذہب کی موید ہے۔ چنانچہ ایک طرف کی عبارت خود اس مضمون نویس نے حسب ذیل بتائی ہے:۔ الامام البیعة المسیحیة الباب الف باسم الاب والابن والروح القدس الله وحده وغیرہ۔ یعنی عیسائی کلیسیا کا امام پوپ الف۔ باپ اور بیٹے اور روح القدس خدائے واحد کے نام سے۔ اور دوسری طرف کی عربی عبارت کا ترجمہ حسب ذیل ہے "کیتھولکوں کا امیر الفانسو ابن سانچو۔ اللہ اس کی مدد اور حفاظت کرے"۔ اب اس سکہ کو جس پر عیسائی مذہب کا صاف اقرار موجود ہے۔ اس شہادت میں پیش کرنا کہ اس زمانہ میں بغیر معنے جاننے کے عیسائی بادشاہ عربی عبارت کو بے معنی نقش سمجھ کر نقل کر دیا کرتے تھے کس قدر بودہ پن ہے۔ کیا اس کو کوئی شخص دلیل کہہ سکتا ہے۔ اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ عربی عبارت عیسائی بادشاہ نے اپنے حسب منشا کندہ کرائے۔ باقی مثالیں جو فاضل مضمون نویس نے دی ہیں وہ بھی اسی قسم کی ہیں۔ یعنی محض عربی عبارت کا سکوں پر ہونا بطور ایک دلیل کے پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ سوال عربی حروف اور عبارت کا نہیں بلکہ یہ ہے کہ اسکا مفہوم کیا ہے

اگر باقی سکوں میں عربی عبارتوں کا مفہوم عیسائیت کی تائید میں ہے تو اس سے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے ایسے سکہ مضروب کیئے وہ معنے سمجھتے تھے۔ اور اپنے حسب منشاء انھوں نے عربی عبارتیں سکوں پر منقش کرائیں۔ ان بقیہ چار سکوں میں سے دو تو وہ ہیں جو صلیبی جنگوں میں بمقام سینٹ جین دی ایکر مضروب کیئے گئے اور اُن کی غرض ہی۔ عربی بولنے والے ممالک میں ان سکوں کا چلانا تھا۔ تیسرا سکہ بھی صلیبی جنگوں کے تعلق میں ہی مضروب ہؤا۔ چوتھا ہسپانیہ میں ہشام ثانی کے وقت کے قریب مضروب ہؤا۔ اور ظاہر ہے کہ ہسپانیہ اسوقت مسلمانوں کی حکومت کے ماتحت تھا۔ اس لیئے اگر کسی قریب کی سلطنت مسلمانوں کے زیر اثر ہو کر نقل کے طور پر کوئی سکہ مضروب کر دیا ہو تو اس کو شاہ آفا کے سکہ سے کوئی نسبت نہیں ہے +

تیسری رائے یہ ہے کہ شاہ آفا نے ان لوگوں کے لیئے یہ سکہ مضروب کرایا ہو جو بیت المقدس کی زیارت کے لیئے انگلستان سے جاتے ہوں یہ بھی بعید از قیاس ہے۔ اور نہ اس کی کوئی مثال تاریخ میں ملتی ہے۔ اگر یہ رسم عیسائی ممالک میں ہوتی تو عام رسم ہونی چاہیئے تھی۔ اور جب دوسرے ممالک کے لوگوں کو ایسی کوئی ضرورت پیش نہیں آئی تو شاہ آفا کی سلطنت کے جو چند آدمی جاتے ہونگے اُن کے لیئے ایسی کیا ضرورت پیش آئی تھی +

چوتھی رائے بھی قابل قبول نہیں۔ پوپ کو بھیجنے کے لیئے خاص سکہ بنوانا ایک بے معنی بات ہے۔ انگلستان کے اور سارے یورپ کے بادشاہ پوپ کو روپیہ بھیجتے تھے۔ شاہ آفا کو کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ کہ صرف ۳۶۵ سالانہ مہروں کے لیئے ایک خاص سکہ مضروب کراتا۔ اور پھر سالہا سال تک یہی سکہ برابر پوپ کے خزانے میں رہے۔ مگر وہاں کسی کو یہ بھی پتہ نہ لگے کہ اس سکہ پر کیا لکھا ہؤا ہے۔ مانا کہ اس زمانہ میں عیسائی بہت جاہل تھے۔ مگر اس کے لیئے تو ایسے علم کی ضرورت نہ تھی۔ پھر بالخصوص یہ عجیب بات ہے کہ نہ سارے انگلستان میں کسی شخص کو معلوم ہؤا کہ اس سکہ پہ کیا لکھا ہؤا ہے۔ اور نہ ہی اٹلی کے ملک میں جس کے تعلقات مشرقی ممالک کے ساتھ بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اور رات دن کی لوگوں کی آمد و رفت تھی۔ اور اسلامی بادشاہوں کے ساتھ خط و کتابت بھی ہوگی۔ بلکہ یہ تو ممکن ہے کہ انگلستان جیسے دور پڑے ہوئے ملک میں عام طور پہ لوگوں کو یہ پتہ نہ ہو کہ عربی عبارت کیا ہے۔ اور اسکا مفہوم کیا۔ مگر اٹلی والوں کا اسکے

معنے سے بے خبر ہونا کسی طرح قابل تسلیم نہیں اور یہ ناممکن ہے کہ باوجود علم ہونے کے پوپ ایک ایسے سکہ کو قبول کر تا جائے جس پر نہ صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صداقت کا اقرار ہی موجود ہے۔ بلکہ ساتھ ہی یہ عظیم الشان پیشگوئی بھی موجود ہے۔ کہ اسلام آخر کار کل مذاہب پر غالب ہوگا اور سب مذاہب کو کھا جائے گا۔ عیسائیت سے اُس زمانہ میں اسلام سے بڑھ کر کسی کو اپنا دشمن نہ سمجھے۔ اور عیسائیت کے ہی مرکز میں مسیح کی گدی پر بیٹھنے والے کے گھر میں یہ سکہ سالہا سال پہنچتا رہے۔ جس کا مطلب یہ ہو کہ آخر عیسائیت پر اسلام غالب آئے گا +

غرض مذکورہ بالا چار رائوں میں سے تین مؤخر الذکر رائیں کسی طرح قابل قبول نہیں۔ اب ہم سب سے پہلی رائے کو لیتے ہیں۔ کہ شاہ آفا مسلمان ہو گیا ہو۔ اور اپنے اسلام کا اعلان بذریعہ اس سکہ کے کیا ہو۔ میں اس میں بھی کسی قدر ترمیم کروں گا۔ سارے واقعات پر غور کر کے یہ بات بہت قرین از قیاس ہے کہ شاہ آفا کو اسلام کی تبلیغ کسی نہ کسی طرح پر پہنچی۔ اور وہ اسلام کی صداقت پر اور اس کے منجانب اللہ ہونے پر یقین لایا۔ اور اسی صداقت کا اعلان اُسنے بذریعہ اس سکہ کے کیا۔ گو کھلے طور پر عیسائیت کو ترک کرنیکا اعلان اس نے نہ کیا ہو۔ اور نہ ہی ان حالات کے اندر یہ ممکن ہو کہ وہ عیسائیت کے عقیدہ سے کھلی بیزاری کا اظہار کر کے پھر اس ملک کا بادشاہ بھی رہ سکے۔ بلکہ اس کی جان بھی ایسی صورت میں نہ بچ سکتی تھی۔ تاہم اس نے اپنے اندرونی خیالات کے صحیح نقشہ سے اور اسلام کی صداقت کا جو جذبہ اس کے دل میں موجزن تھا۔ اس سے دُنیا کو اور بالخصوص آنے والی نسلوں کو بیخبر رکھنا نہیں چاہا۔ اور اس سکہ کے ذریعہ سے اپنے حقیقی مذہب کو وہ دُنیا پر ظاہر کرے گا۔

اسی سے کسی قدر ملتا جلتا ہمارے ہی ملک کا ایک واقعہ ہے جس کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ واقعہ اسی ملک ہند کے ایک مشہور اور مسلم بزرگ کی نسبت ہے۔ باوا نانک صاحب جو سکھ مذہب کے بانی تھے ان کے اصل عقیدہ کے متعلق کہ زیادہ ہندوؤں کا عقیدہ رکھتے تھے یا مسلمانوں کا یا ان دونوں کے بین بین ان کا کوئی اور عقیدہ تھا۔ ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کی وفات کے وقت بھی یہ جھگڑا اٹھا۔ اور مسلمانوں کا یہ مطالبہ تھا۔ کہ وہ مسلمان ہیں۔ ان کی لاش اسلامی طرز پر دفن کی جائے۔ اور ہندو اسے ہندوؤں کے طریق پر جلانا

چاہتے تھے۔ سکھ مذہب کی کتابوں کے اندر جس قدر اقوال باوانانک صاحب کے پائے جاتے ہیں یا جس قدر واقعات ان کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان میں سے بعض اقوال اور واقعات کو ایسا رنگ دیا گیا ہے کہ وہ اُس کے مسلمان ہونے کے منافی معلوم ہوتے ہیں لیکن ایک ہی بات فیصلہ کر دیتی ہے۔ کہ ایسے اقوال اور واقعات کے مقابل کیوں وہ واقعات اور اقوال زیادہ قابل اعتبار ہیں۔ جن سے اسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ سکھ مذہب کو بانی مذہب کی وفات کے بعد ایسے ملکی واقعات پیش آئے کہ روز بروز اسلام سے اس کا تنفّر اور ہندو مذہب کی طرف میلان بڑھتا گیا۔ اور اس لئے جو کچھ باوانانک صاحب کا اصلی مذہب تھا وہ بھی اسی اثر کے نیچے آکر اصلیت کو چھوڑ گیا۔ اور ایسے اقوال اور واقعات اس میں داخل ہو گئے جو ان بعد کے تاثرات کا نتیجہ تھے۔ اگر سکھ مذہب کے بعد کی تاریخ ایسے لوگوں سے اثر قبول نہ کرتی جن کو مذہب اسلام کے ساتھ بغض تھا تو یہ اقوال اور واقعات اس تاریخ میں داخل نہ ہو سکتے۔ پس خود یہ بات کہ سکھ مذہب کو بعض ملکی وجوہ سے اسلام کے ساتھ بغض پیدا ہو گیا۔ اس بات پر شاہد ہے۔ کہ وہ اقوال اور واقعات جن سے اسلامی تعلیم کے خلاف کوئی امر مترشح ہوتا ہے اسی بغض کا نتیجہ ہیں اور بالمقابل ایسے صریح اور کھلے کھلے اقوال اور تاریخی واقعات جو باوانانک صاحب کی صداقت اسلامی کے شیدا ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں چھوڑتے۔ ان کا اس وقت تک سکھ مذہب کی کتابوں میں باقی رہنا باوا صاحب کے اصل مذہب کا پتہ بتاتا ہے۔ کیونکہ جہاں اسلام کے خلاف بعض باتوں کا سکھ مذہب کی تعلیم میں راہ پا جانا بالکل قرین قیاس ہے اسلام کی تائید میں بعد میں کسی بات کے داخل ہونے کی کوئی صورت نہ تھی +

مگر اصل بات جس کی طرف میں یہاں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ باوانانک صاحب کی قولی نہیں بلکہ فعلی شہادت ہے۔ جو ان کے مذہب کا ٹھیک پتہ بتاتی ہے۔ باوانانک صاحب ایک مذہبی بزرگ تھے۔ اور انھوں نے اپنی یادگار اپنے پہننے کا ایک چولہ چھوڑا ہے۔ جو اس وقت ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں کئی سو غلافوں کے نیچے محفوظ ہے۔ اور جس میں اس قدر زمانہ میں کسی قسم کا تغیر تبدل وقوع میں نہیں آیا۔ کیونکہ اس کے اوپر کے غلافوں نے باوا صاحب کے

پیروؤں کو بھی اس کی اصل حقیقت سے بے خبر رکھا۔ اس چولہ کے متعلق جو کچھ ذکر باوا صاحب کی جنم ساکھیوں میں ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس پر کچھ تحریر بھی ہے۔ مگر وہ تحریر کیا ہے۔ یہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ ہاں مضمون کے رنگ میں یہ بات جنم ساکھیوں میں لکھی گئی۔ کہ وہ مختلف زبانوں کے حروف میں کوئی تحریر ہے۔ اور یہ خیال کیا گیا۔ کہ جیسے باوا صاحب کا مذہب عوام کے خیال میں ہندو مذہب اور اسلام کے بین بین تھا۔ اسی طرح یہ چولہ کی تحریر بھی مختلف مذاہب کی تعلیم کا کچھ کچھ حصہ ہے۔ مگر حال میں جو اس چولہ کی اصل تحریر کو دیکھا گیا (جس کے متعلق پورے واقعات اور چولہ کا نقشہ مع اصل تحریر کے ایک کتاب ست بچن نام میں محفوظ کئے گئے ہیں) تو معلوم ہوا کہ اس چولہ پر بہت کچھ لکھا ہوا ہے۔ مگر وہ سب کا سب ایک ہی زبان یعنی عربی زبان میں ہے اور سوائے مذہب اسلام کے کسی مذہب کی تعلیم کا اس پر نشان نہیں پایا جاتا۔ کہیں کلمۂ شہادت ہے کہیں آیۃ الکرسی ہے۔ کہیں اسمائے الٰہی ہیں۔ کہیں دیگر آیات قرآنی ہیں اب اس فعلی شہادت نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ باوا نانک صاحب کا اصلی مذہب وہی ہے۔ جو چولہ پر ہے۔

جس قسم کی شہادت ایک مذہبی بزرگ کے متبرک لباس سے ملتی ہے اسی قسم کی فعلی شہادت اپنے اندرونی خیالات کے اظہار کے لئے شاہ آفا نے اس سکہ پر چھوڑی ہے اور واقعی بادشاہ کے متعلق شہادت سکہ ہی سب سے بڑھ کر ادا کر سکتا تھا۔ اس کی تائید میں اگر اور شہادتیں نہ ملیں یا وہ محو کر دی گئی ہوں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ایک عیسائی ملک میں صداقت اسلامی کی شہادت کا محفوظ رہنا قریباً قریباً محال تھا۔ ورنہ ممکن ہے کہ شاہ آفا نے اور کچھ شہادت بھی اپنے اسلامی عقیدہ کی چھوڑی ہو۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ شاہِ آفا کا علانیہ اقرار اسلام اور ترک مسیحیت ایک سخت مشکل کام تھا۔ مگر اس کے دل میں کیا خیالات موجزن تھے۔ اس سکہ نے بتا دیا اور یہ بھی اللہ تعالےٰ کی حکمت ہے۔ کہ ایک طرف باوا صاحب کے چولہ کو اسلام کی صداقت کی شہادت ادا کرنے کو محفوظ رکھا اور دوسری طرف شاہ آفا کے سکہ کی یادگار کو بھی دنیا سے نہیں مٹایا۔ گو کل دنیا میں یہ سکہ اب ایک ہی باقی رہ گیا ہے۔ جو کہ برٹش میوزیم میں ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ کسی اسلامی بادشاہ کے دینار کی یہ نقل ہو۔ مگر اس

اسلامی بادشاہ کے نام کی بجائے آفا کے اپنا نام دینا اور کلمۂ شہادت اور رسالت نبوی کے اقرار کو باقی رکھنا یہ صاف بتاتا ہے۔ کہ شاہ آفا نے ارادتاً ایسا کیا۔ اور پھر اس سکہ پر اس ایت کا موجود ہونا جو سارے ادیان پر آخر اسلام کے غلبہ کا اظہار کرتی ہے۔ شائد اپنے اندر ایک پیشگوئی بھی رکھتا ہو اور کیا عجب ہے کہ اسلام کی صداقت کا سارے یورپ میں سے پہلے انگریزی قوم میں ہی اب آخر مانا جانا اس پیش گوئی کو پورا کرنے والا ہو۔ یورپ کے مختلف ممالک کے تعلقات کسی نہ کسی رنگ میں مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ مگر جو تحریک قبولیت اسلام کی انگریزی قوم میں شروع ہوئی ہے۔ وہ ابھی تک یورپ کی کسی دوسری قوم میں شروع نہیں ہوئی۔ پس یہ سکہ بہرحال اپنے اندر ایک شہادت رکھتا ہے۔ کہ نہایت قدیم زمانہ میں بھی ایک انگریز بادشاہ کے دل پر اسلام کی صداقت کا اثر ہوا۔ اور وہ اثر اس قدر قوی تھا۔ کہ اس نے نہیں چاہا کہ اس کے خیالات اس کے ساتھ ہی مر جائیں۔ بلکہ ایک سکہ کے رنگ میں اپنے عقیدہ کو چھوڑ کر اس نے اپنی قوم کے سامنے شہادت حقہ ادا کر دی۔ ہاں یہ کہا جائے گا۔ کہ ان سکوں پر صلیب کی شکل بھی ہے۔ مگر وہ درحقیقت صلیب نہیں۔ بلکہ جیسا کہ اس فن کے ماہرین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ سکے کو چار حصوں میں اس غرض کے لیئے تقسیم کیا ہے کہ تا بوقت ضرورت اس کا نصف اور چوتھائی بھی کام دے سکے۔ ابتدائی زمانے میں سکوں کی بہتات نہ تھی۔ اور وہ اس قدر پتلے ہوتے تھے۔ کہ آسانی سے جہاں نشان ہو وہاں سے توڑے جا سکتے تھے۔ باقی رہی یہ بات کہ شاہِ آفا پوپ کو ۳۶۵ مہریں سالانہ دیا کرتا تھا۔ یہ بھی اُسکے دل سے مسلمان ہونے کے منافی نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ اس مراسلہ سے صاف پایا جاتا ہے جس میں یہ رقم دیا جانے کا ذکر ہے۔ یہ مہریں محض صدقات کے طور پر دیجاتی تھیں۔ اور اسلام صدقات کا دینا کسی خاص مذہب تک محدود نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی فیاضی عام ہے۔ اور کلیسیا میں روشنی پر اس روپے کا خرچ ہونا بھی کسی طرح شاہِ آفا کے اسلامی عقیدہ کو منافی نہیں ہے۔ ممکن ہے آئندہ زمانہ میں کوئی مزید شہادت اسی کی موید پیدا ہو جائے ✦

انبیائے بنی اسرائیل پر آنحضرتؐ کی فضیلت

تلك الرسل فضلنا بعضهم علےٰ بعض ۔

اس آیت میں درحقیقت اشارہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سب رسولوں پر فضیلت کی طرف ہے اس طرح کہ سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا اور آگے حضرت عیسےٰؑ کا ذکر ہے۔ اور یہ دونوں رسول بنی اسرائیلی سلسلہ میں ایک نمایاں امتیاز رکھتے ہیں یعنی حضرت داؤد علیہ السلام اس سلسلہ کی ظاہری شان و شوکت کے لحاظ سے کہ اس شان و شوکت کا اظہار آپ ہی کے ذریعہ سے ہوا جب بنی اسرائیل ایک عظیم الشان سلطنت کے مالک بنگئے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اسکی رُوحانی شوکت کے لحاظ سے۔ کیونکہ موسوی سلسلہ اپنے رُوحانی کمال کو آپکے ذریعہ سے ہی پُہنچا۔ اور وہ اخلاقی اور رُوحانی تعلیم جو حضرت مسیح کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کو دیگئی وُہ سب انبیائے سابق کی تعلیم پر فوقیت لیگئی + اس طرح پر جہاں ان دونوں رسولوں کی فضیلت کیطرف اشارہ ہے اس سے بھی لطیف تر اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی طرف ہے۔ جو اصل مقصود ہے کیونکہ بنی اسرائیل کے یہ دو عظیم الشان نبی جنھوں نے موسوی سلسلہ کو ظاہری اور رُوحانی ہر دو پہلوؤں میں کمال تک پُہنچایا۔ انہی دونوں نے سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے گیت پیشین گوئی کے رنگ میں گائے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت داؤدؑ کے کلام میں اور حضرت مسیحؑ کے کلام میں آپکی آمد کو خود خدا کی آمد کہا گیا ہے۔ گویا باوجود اپنے کمالات ظاہری و باطنی کے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ظاہری و باطنی کو ایسے بلند مرتبہ پر پایا کہ آپ کی ہر دو شانوں میں اُنکو خدا کی شان نظر آئی۔ اور اس طرح پر اس آیت کے اندر ایک لطیف اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی طرف ہے۔ قرآن کریم کی بُہت سی آیات آپ کی اس فضیلت پر شاہد ہیں اور خود قرآن کریم کو جو فضیلت دیگر کتب پر حاصل ہے۔ کہ وہ سب صداقتیں کامل طور پر اس کے اندر جمع کر دیگئی ہیں جو متفرق طور پر پہلی کتابوں میں تھیں۔ بلکہ ایسی تمام صداقتیں جنکی ضرورت قیامت تک ہو گی وہی فضیلت درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء پر ہے۔ آپ کا کافۃ للناس مبعوث ہونا۔ آپ کا رحمۃ للعالمین کا خطاب پانا۔ آپ کی اُمّت کا خیر امۃ اخرجت للناس قرار دیئے جانا۔ یہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر شاہد ہیں +

اُجرت اشتہارات

رسالہ اشاعت اسلام کا دائرہ اشاعت ایک سال کے قلیل عرصہ کے اندر محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے دو ہزار سے متجاوز کر گیا ہے۔ ہمیں امید واثق ہے کہ بڑی عجلت سے اس کا دائرہ اشاعت دس ہزار ہو جاوے گا۔ مشتہرین کے لیئے اپنے اشتہار درج کرانے کا اس سے بڑھ کر نادر موقع اور کوئی نہیں ہو سکتا +

مینیجر رسالہ

اندازِ صفحہ	ایک بار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
چوتھائی	عہ	۸ عہ	۸ للعہ	۸ للعہ
نصف	ع۶	صہ	لعہ	۱۵ صہ
پورا	للعہ	۱۰ عہ	۱۸ عہ	۳۰ عہ

نوٹ:۔ باقی امورات خط و کتابت سے طے ہو سکتے ہیں +

ست سلاجیت مومیائی

مقوی اعصاب ہے۔ معدہ و دیگر اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے۔ بدن میں چستی پیدا کرتا ہے انگریزی قیمتی ادویات کے مقابل یہ کم قیمت مفرد دوائی دماغی کام کرنیوالوں کے لیئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ کام کے بعد تھکاوٹ بالکل محسوس نہیں ہوتی۔ اگر اسے اکسیر البدن کہا جائے تو مبالغہ نہیں۔ تبت و گلگت کے پہاڑوں سے سلاجیت منگوا کر ست طیار کیا جاتا ہے۔ درد کمر۔ زکام۔ ریزش کھانسی کو رفع کرتا ہے۔ چوٹ کے درد کے لیئے تو حکمی علاج ہے۔ ہر موسم میں مرد و زن۔ ضعیف بچہ بغیر کسی پرہیز کے استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت فی تولہ جو قریباً تین ماہ کے لیئے کافی ہے (عہ)

نوٹ:۔ قیمت واپس اگر خالص نہ ہو + **ترکیب استعمال**: صبح یا شام دودھ کے ساتھ ایک رتی یا ڈیڑھ رتی +

المشتہر کارخانہ ست سلاجیت۔ احمدیہ بلڈنگس۔ نولکھا لاہور

پیامِ امید

ترقی کی منزل میں ہمارے قافلہ کی بانگ جرس۔ نہیں نہیں مردوں کو زندہ جاوید بنانے والی صور اسرافیل کی بازگشت۔ درد لادوا کی دوا مایوسانِ حیات کا آبِ بقا۔اور مردہ دِلوں کا مسیحا۔ ہماری قومی زندہ دلی کی جان۔ اور ترقی کی روحِ رواں۔ قومی اور مُلکی اتحاد کا بانی۔ لکھنوی زبان اور اعلےٰ لٹریچر میں لاثانی۔یعنی ماہوار عِلمی ادبی اخلاقی تمدنی رسالہ جو بڑی خوبی اور خوش اسلوبی بڑی آن بان اور آب و تاب سے شہرت کی ہواؤں پر بلند ہوتا ہوا ترقی کے شہپروں کی جنبش سے ایک سریلا نغمہ سناتا ہوا" اُٹھو اُٹھو اور آگے بڑھو" کے ترنم خیز زمزمہ سے سونے چاندی کے پھول برساتا ہوا نکل رہا ہے۔ اور جس کا مخاطب ہمارے ملک کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ ہے۔کیا آپ ہی نے آج تک اُس کی جھلک نہیں دیکھی! اگر آپ چاہتے ہیں۔کہ ہماری قوم ایک زندہ قوم بن کر ترقی کی معراج حاصل کرے تو امید کا پیام سُنئے۔ اور اس کی صدا ہر کان میں پہنچانے کی راہ تلاش کیجئے ✤

نمونہ کا پرچہ مُفت ملتا ہے۔ دفتر "پیامِ امید" ایٹہ یوپی سے آج ہی منگائیے۔ دیکھئے دیر نہ کیجئے۔"گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"

قیمت سالانہ تین روپے (سے/) ششماہی ڈیڑھ روپیہ (عہ۸ر) معہ محصولڈاک

المشتہر

ہاتفِ غیب کا پرائیویٹ سکرٹری

چھ مشہور دوائیوں کا بکس

نمائش کے لیئے | آزمائش کے لیئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوائیں گذشتہ ۳۱ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں۔ اس لیئے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف نئے اصحاب کے لیئے جو اشتہاری ادویات سے متنفر ہو گئے ہوں یقین دلانے اور آزمائش کے لیئے یہ مندرجۂ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کے (نمونہ کا بکس) بنا ہے جس میں اس قدر کافی ہر ایک ادویہ ہیں۔ کہ آزمائش پورے طور سے ہو سکتی ہے۔ یہ پیٹنٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں۔ جنکے ساتھ ان کے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال کے ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر والوں کے لیئے یہ انمول ہے۔ اور مسافرت کیحالت میں بہت مدد دیتی ہے۔ تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے۔ اپنی خواہ دوسروں کی تھوڑے ہی خرچ میں بہتری ہو سکتی ہے۔ ہر ایک پوری شیشی کے دام الگ الگ ہیں +

دواؤں کے نام

دمہ کی دوا۔ دمہ کیسا ہی زور میں ہو فوراً دباتی ہے +

کولا ٹانک۔ ہر ایک کے لیئے طاقت بڑھانے کی دوا +

مقوی باہ کی گولیاں۔ جیسا نام ویسا فائدہ +

عرق کافور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا +

جلاب کی گولیاں۔ جلاب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھا لینے سے صبحکو خلاصہ اجابت ہوتی ہے +

عرق پودینہ سبز۔ درد شکم و ریاحی درد کی دوا +

پوری حالت کی فہرست بلاقیمت طلب کرکے دیکھیئے۔ ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔ ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے +

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

بہارِ حسن

پری جمال کہتے ہیں جسکو وہ ہے صورت میری + حسن کی شان بڑھانے کا ذریعہ میں ہوں

معزز حضرات! دہلی کے قدیم خاندانی اطباء کے سینکڑوں برس کے خاص خاص مجربات اور حسن و خوبصورتی پیدا کرنیکا صابن و خوشبودار تیل خاص طور پر طیار کرائے جاتے ہیں (دواخانہ کی فہرست مفت ملتی ہے) +

پری جمال صابون

گورے و خوبصورت ہونے کی بے نظیر ایجاد ہے۔ تازہ تازہ پھولوں اور طبی ادویات سے طیار کیا جاتا ہے۔ جلد کی تمام چھائیاں کہاسے داغ دھبے دور کر دیتا ہے۔ جلد کو مخمل کی مانند نرم کر دیتا ہے + قیمت فی بکس معہ صابندانی ایک روپیہ ... (عہ)

روغن پری بہار گیسو دراز

تازہ تازہ پھولوں کی بہار اور مستانہ خوشبو میں لاجواب ہے۔ بالوں کو لمبا اور ریشم کیطرح ملائم کر دیتا ہے اسکی بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ فی شیشی ۸ تولہ قیمت ایک روپیہ (عہ)

حب جواہر مہرہ

قلب و معدے و جگر و دل و دماغ کو قوت پہنچاتی ہیں کمزوری کو بہت جلد دور کرتی ہیں۔ فی شیشی ۸ گولیاں قیمت ... (عہ)

دوائی ضیق

ہر قسم کی کھانسی دمہ کیلئے بے انتہا مفید ہے اور ضعف دماغ کیلئے اکسیر ہے۔ فی شیشی ۶ ماشہ۔ قیمت ایک روپیہ ... (عہ)

حب بواسیر

خونی و بادی بواسیر کا مجرب علاج۔ مسوں کو دور کرتی ہیں محلل ریاح ہیں۔ فی ڈبیہ ۴۸ گولیاں قیمت ایک روپیہ (عہ)

المشتہر

حکیم محمد یعقوب خان مالک دواخانہ نورتن دہلی بازار فراش خانہ

اینٹی ڈرماسپس

بیس سال کا بیمار بچ گیا — بیس سال کا بیمار بچ گیا

تمام جلدی بیماریوں کیلئے بے بو اور بے ضرر دوائی ہے۔ اسکے بیرونی استعمال سے بھگندر پھوڑا پھنسی پھوڑا۔ داد چنبل سرخ باد کسی تیز دھار والے آلہ کا زخم۔ بدہ بچیراں۔ گرٹھ ناسور۔ خارش دانتوں سے خون بہنا مسوڑھوں کا پک جانا۔ دانتوں کو ماخورہ لگ جانا وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ کسی کام کا اور کیسا ہی پرانا زخم کیوں نہ جس سے کل دنیا کے ڈاکٹر مایوس ہو چکے ہوں۔ علاج ہفتوں یا مہینوں نہیں کرنا پڑتا ہمارا دعویٰ ہے کہ صرف ایک دفعہ لگانے سے ہی زخم نصف کے قریب شرطیہ درست ہو جاویگا پرچہ ترکیب ہمراہ ارسال خدمت ہوگا۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک ۴ر نمونہ ۴ر اس کے متعلق ہمارے پاس متعدد سرٹیفکیٹ ہیں +

المشتہر

بی ڈرما اینڈ کو۔ وزیرآباد

پندرہ روپیہ روزانہ کماؤ

صرف ۸ر بھیجکر — صرف ۸ر بھیجکر

یہ اشتہاری بات نہیں بلکہ پندرہ روپیہ روزانہ کمانیکے قابل یورپ امریکہ جاپان کی دستکاریاں سکھلانے کے ہم ذمہ دار ہیں امیر و غریب کو بالکل مفت کام سکھایا جاتا ہے۔ جو لوگ یہاں نہیں آسکتے وہ صرف آٹھ آنہ میں رسالہ آنجہانی منگوا کر بذریعہ تحریر دستکاریاں سیکھیں جو لوگ آٹھ آنہ بھی خرچ نہیں کر سکتے وہ مجسٹریٹ سے غربت کی تصدیق لکھوا کر بھیجدیں

المشتہر

مینجر تجارتی یتیم خانہ شہر میرٹھ

ایک سال کی اندھی آنکھ روشن کرنیوالا جواہر نور العین

بیس روپے ماشہ والا خالص ممیرہ بھی جواہر نور العین کا مقابلہ نہیں کر سکتا - اور ممیرہ اور دیگر اقسام کے سرمہ کی تو اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں - کیونکہ یہ ایک ہی سلائی سے دس منٹ میں دھند دور نظر کمزور پھولی یعنی ناخونہ کا مرض - اور ایک ہفتہ میں رو سے پیشتر کرے - ناخونہ - جالا - پھولا - موتیا بند ضعف بصارت اور ہر قسم کا اندھا پن معدوم ہو کر نظر بحال ہو جاتی ہے اور ۲۰ برس تک اور عینک لگانے کی ضرورت نہیں رہتی - قیمت فی ماشہ درجہ خاص عہ درجہ اعلےٰ للعہ درجہ اول عہ

بے شمار اسناد میں سے صرف چند کی مختصر نقل انکے اصلی الفاظ میں

دس سال کی تکلوری دور کردی - دستخط خواجہ بخش صاحب از راولپنڈی -	**میری آنکھوں کو** کمال فائدہ ہوا دستخط غلام محمد صاحب نائب تحصیلدار گوجرانوالہ	۵ برس کی پرانی تکلوری اور ضعف بصارت کو دور کیا دستخط صاحب سپرنٹنڈنٹ ۔۔۔	آنکھ کا ڈھیلا آنکھ سے نکلنے سے بچا دیا - دستخط حکیم مشتاق حسین صاحب گوجرانوالہ
۴ برس کا اندھا ایک ہفتہ میں اچھا کر دیا - دستخط ڈاکٹر غلام محمد صاحب مشرقی افریقہ	**دس برس کے ککرے** پہلے روز ہی دور کر دیئے دستخط شیخ ضیاء الدین صاحب از شاہپور	**ایک برس کی اندھی آنکھ** اچھی کر دی - دستخط عبد العزیز صاحب قاضی کوٹ ۔۔۔ کشمیر -	**اپریشن سے جو ککرے دور نہ ہوئے تھے جواہر نور العین نے** اچھے کر دیئے عبد الرحیم صاحب گوجرانوالہ
پانچ سال کی تو ندھی یعنی تکلوری دور کر دی - دستخط منشی غلام حسین صاحب از راولپنڈی	**موتیا بند پھولے و ناخونہ** اچھے کر دیئے - دستخط سردار محمد خان صاحب گوجرانوالہ -	**دو سال کی چیچک کا پھولا دور کیا** دستخط سردار سید محمد صاحب کابل -	**فوائد مسند جو ہم نے دیکھے** بڑھ کر مفید پایا - دستخط سید علی احمد صاحب ۔۔۔

شربت جانفزا

بھوک لگاتا - کھانا ہضم کرتا - اور معدے اور تعفین خون پیدا کر کے تمام جسم کی پرورش کرتا - اور دبلے پتلے کو فربہ اور تیار اور طاقتور بناتا - اور دل و دماغ کو طاقت دے کر عقل ہوش و حواس اور حافظہ تیز کرتا ہے - بحالت ضعف و غشی اس کی ایک خوراک دینے سے ۵ منٹ میں مریض ہوش میں آکر بات چیت کرنے لگتا ہے - خاص کر گرم مزاج کے بچے جو ہمیشہ کمزور دبلے پتلے اور معدہ اور امعاء اور سینہ کی امراض میں مبتلا رہتے ہیں - اس کے استعمال سے جلد تر و تازہ ہو جاتے ہیں - کھانسی اور سل کی امراض کے لئے تو یہ اکسیر بے نظیر ہے - ایک مہینہ میں تین پونڈ وزن بڑھاتا ہے - قیمت فی شیشی عہ

حسن افروز

چہرہ کی چھائیاں - اور سیاہ اور زرد داغ چند منٹ میں دور کر کے سیاہ فام کو گلفام بناتا ہے قیمت فی شیشی عہ

پتہ ڈاکٹر نبی بخش سابق میڈیکل افسر افغانستان - لاہور دہلی دروازہ

عزیز الخطب
یعنی
مجموعہ خطب خاندان عزیزیہ

جس میں حضرت مولینا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے تصنیف فرمودہ خطبے جو مروج عام ہیں نہایت صحت کے ساتھ تمام و کمال درج ہیں جن کو ابوالفیض مولینا مولوی شیخ عاشق حسین صاحب سیماب صدیقی الوارثی اکبرآبادی نے ترجمہ منظوم سے آراستہ کیا ہے +

نماز جمعہ سے پہلے خطبہ خوانی کا رواج عہد نبی کریم سے آج تک بدستور چلا آتا ہے۔ ضرورت زمانہ کے لحاظ سے مضامین خطب میں ضروری ترمیمیں بھی ہوئیں جنھوں نے مناسب اثرات سامعین پر ڈالے۔ خطبے عموماً زبان عربی میں مروج ہیں۔ لیکن سامعین میں فیصدی ۹۹ اس زبان کے دقائق وحقائق معانی و مطالب سمجھنے سے قاصر دیکھے گئے۔ اس لیئے ضرورت نے پھر تجدید کی اور خطبوں کا ترجمہ اردو میں ہونے لگا۔ ترجمہ تو ہوگیا مگر ترجمہ خوانی کا رواج نہ ہوا۔ اور جو ضرورت درپیش تھی وہ باقی رہ گئی۔ صحیح بھی تو ہے اگر ایک خطیب بجائے عربی کے اردو میں نصیحتیں کرتا چلا جائے تو لوگ اسے بجائے خطبہ کے وعظ کہیں گے۔ حالانکہ خطبہ ایک جامع موعظت ہی کا نام ہے۔ تاہم سیدھی سادھی نثر عبارت کا اثر عبارت بھی کیسی۔ عربی کا لفظی ترجمہ خراش سامع سے زیادہ کچھ نہیں ہوسکتا۔ اس لیئے نثر ترجمہ کسی خطیب نے نہ پڑھا اور نہ اس کا ملک میں رواج ہوا۔ اور بندہ نے یہ تجویز سوچی کہ اگر خطب مروجہ کا ترجمہ نظم ہوجائے تو وہ عام پسند۔ مروج مؤثر۔ اور ضرورتوں کا پورا کرنے والا ثابت ہوسکتا ہے۔ ادھر یہ تجویز ذہن میں آئی۔ ادھر تائید غیبی نے آغاز اسباب کے لیئے احساس تعمیل کو حرکت دے دی۔ خوشخط۔ کاغذ عمدہ نہایت صحت وصفائی کے ساتھ لکھنؤ میں طبع ہوا ہے۔ **قیمت** صرف بلا جلد ۱۰ر مجلد ۱۲ر +

تمام درخواستیں

بنام حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب نمبر ۳۹۹ موچی بازار متصل مسجد ابراہیم بنگلور لشکر کے آنا چاہئیں

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ

حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ ایل ایل۔بی کے وجود باجود سے علمی و مذہبی دنیا بخوبی واقف ہے۔ آپ نے حال ہی میں قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو لندن میں زیر طبع ہے۔ اردو خوان پبلک اور بالخصوص مسلمان احباب کو مبارک ہو کہ آپ نے قرآن کریم کے تفسیری نوٹوں کو اردو میں بھی شائع کرنا شروع کردیا ہے جس کے دو حصہ شائع ہوچکے ہیں۔ پہلے حصہ میں صرف پارہ اوّل کے نوٹ ہیں۔ اور دوسرے میں جو نکات القرآن کے نام سے شائع ہوا ہے۔ سورہ بقرہ ختم کردی گئی ہے +

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ ۔ حصہ اوّل (۶ر) نکات القرآن۔ حصہ دوم (۶ر)

نوٹ:۔ حصہ سوم خدا تعالےٰ کے فضل سے زیر طبع ہے +

المشتہر

منیجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل۔ احمدیہ بلڈنگس۔ نولکھا لاہور

بد ہضمی یا خرابی ہاضمہ بھوک نہ لگنا

ہندوستان میں سب سے زیادہ یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ بوجہ صورت موسم پانی مقررہ مقدار سے زیادہ پیا جاتا ہے جس سے رطوبت معدہ بڑھ جاتی ہے آہستہ آہستہ بھوک کم ہو کے لگ جاتی ہے منہ سے لیس اور پیٹ سے ہوا غیر معمولی زیادہ خارج ہوتی ہے کبھی پیٹ خراب آ جاتی ہے اور کبھی اٹھتے چکر سے خراب خوابیں نظر آتے ہیں بخار ہو جاتی ہے رات اکثر بیداری کرنی پڑتی ہے بعض کو دورہ بیہوشی کو خرابئ معدہ وفتور ہاضمہ سے بیہوشی طاری ہو جاتی ہے اور غذا کے بعد پیٹ میں بوجھ معلوم ہوتا ہے پاخانہ بے قاعدہ کبھی دست کبھی قبض کبھی پتلا کبھی ریاح سے تنفخ شکم۔ دل کے مقام پر درد بھی ہو جاتی ہے ہمارے شفاخانہ میں یہ مرکب دوائی

موسومہ نمک سلیمانی

تیار کی جاتی ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل فوائد کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ قدرت کی طرف سے معدے میں جو اجزا نمکین حداد ند تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں ان کے یہ فوائد ہیں (۱) نمک کی طفیل خون رگوں میں چلتا ہے اور جمنے نہیں پاتا۔ (۲) نمک کے طفیل خون رگوں میں گندہ اور بدبودار نہیں ہوتا (۳) نمک کے طفیل جو چیز کہ معدہ میں جاتی ہے وہ ہضم ہو کر خون بن جاتی ہے۔ نمک سلیمانی کے استعمال سے وہ ترشی جس کے پیدا ہونے سے چھوٹے پھنسیاں وجع مفاصل۔ درد گردہ اور پیٹ بڑھ جانا۔ سنگ مثانہ۔ نقرس۔ [illegible] پیدا نہیں ہوتا۔ [illegible] بھوک خوب لگتی ہے ہاضمہ بڑھتا ہے اور صحت شدہ جگر اس کے استعمال سے درست ہو جاتا ہے +

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

روغن اعجاز برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں بھگندر۔ ناسور۔ خنازیر کے گھاؤ اس سے دور ہوتے ہیں قیمت ۲ تولہ (عہ)

تیل دافع یبوست و ضعف دماغ دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا۔ مقوی دماغ ہے نزلہ و زکام نہیں ہونے پاتا شیشی کلاں (عہ) خورد ۱۲ +

سرمہ اکسیر کرامانی مقوی بصر محافظ بینائی دافع دھند۔ غبار۔ جالا۔ آبریزی۔ وغیرہ فی تولہ (عہ)

تریاق السعال کہنہ کھانسی۔ اخراج بلغم۔ درد سینہ نزلہ کا حلق پر گرنا دور ہو جاتا ہے ۲ تولہ قیمت دو روپے (عہ)

حب ذیابیطس بار بار پیشاب کا آنا۔ باقاعدہ شکر کا آنا بند ہو جاتا ہے اور مرض دور ہو کر صحت ہو جاتی ہے فی تولہ (عہ)

دوائی دافع خارش خشک و تر خارش دو روز میں دور ہو جاتی ہے قیمت ایک روپیہ (عہ)

حب دافع طحال تلی کے دفعیہ کے لئے جادو اثر ہے۔ آزما کر دیکھیں۔ قیمت فی ڈبیہ دو روپے (عہ)

حب دافع بخار کیسا ہی بخار ہو ایک گولی دینے سے پسینہ آ کر اتر جاتا ہے دو درجن گولیاں کی قیمت ایک روپیہ (عہ)

دوائی دافع خشک و مرطوبہ یہ دوا اس مرض کیلئے اکسیر ہے دو تولہ (عہ)

حب دافع وجع المفاصل درد جوڑوں کے لئے اکسیر ہے قیمت فی بکس دو روپے (عہ) **دوائی درد کان** ایک قطرہ کان میں ڈالنے سے آرام۔ سو بیکسوں کیلئے (عہ)

حکیم ڈاکٹر حاجی غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور موچی دروازہ

امرت دھارا صابن

جلدی امراض کے واسطے خالص امرت دھارا کی جگہ ہم نے امرت دھارا داخل کرکے صابن تیار کرایا ہے۔ جس کے استعمال سے نہ صرف جلدی امراض داد چنبل۔ پھوڑا۔ پھنسی۔ خارش۔ پتّی وغیرہ دور ہوتی ہیں بلکہ چہرہ پر ملنے سے۔ چہرے کے کیل۔ جھائیاں وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ چمڑے ملائم اور خوبصورت بناتا ہے۔ اور بچّوں کو مَلکر نہلانے سے ان کو جلدی امراض نہیں ہوتی ہیں۔ نیز ڈس انفکٹنٹ ہے۔ مریضوں کو دیکھنے کے بعد اس سے ہاتھ صاف کرنے سے جرمز فوراً ہلاک ہوتے ہیں۔ اور بیماری کا خطرہ نہیں رہتا۔ کوئی دوائیہ صابن اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے۔ جتنی امرت دھارا اس میں ڈالی جاتی ہے اس کے مقابلہ میں قیمت ہم نے بہت ہی کم رکھی ہے۔ یعنی ۱۴ فی بکس ۳ ٹکیہ۔ فی ٹکیہ ۵

المشتہر منیجر کارخانہ امرت دھارا لاہور

امرت دھارا لوزنجز

امرت دھارا کی میٹھی ٹکیہ

جس طرح سے ولایت سے پیپرمنٹ کی ٹکیہ آتی ہیں ویسی ہی ٹکیہ امرت دھارا داخل کرکے ہم نے طیار کروائی ہیں۔ جن کو مُنھ میں رکھ کر چوستے رہنے سے امرت دھارا کا فائدہ ہوتا ہے۔ نیز دانت مضبوط ہوتے ہیں۔ دانتوں میں کیڑا نہیں لگتا۔ منھ کی بدبو دور ہوتی ہے۔ بلغم۔ کھرکھری کھانسی وغیرہ نہیں ہوتی ہے۔ بچّے بھی ان کو کھاکر امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔

قیمت فی سو ٹکیہ صرف ۱۴

ملنے کا پتہ

منیجر کارخانہ امرت دھارا۔ لاہور

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

(۱) براہین نیرہ حصہ اوّل المعروف بہ۔ قرآن ایک
خاتم اور عالمگیر الہام۔ اردو۔ قیمت دس آنے (۱۰/)
(۲) ام الالسنہ یعنی عربی مبین کل زبانوں کی
ماں ہے۔ اردو۔ قیمت بارہ آنے .. .. (۱۲/)
(۳) اسوہ حسنہ۔ الموسوم بہ "زنگ اور کامل نبی"
اردو۔ قیمت صرف چار آنے .. .. (۴/)
(۴) احادیث نبوی کا اقتباس انگریزی قیمت (۲/)
مسلم پریئر انگریزی قیمت چار آنے .. .. (۴/)
صحیفہ آصفیہ تبلیغ بنام بحضور نظام حیدر آباد دکن
اردو۔ قیمت دو آنے .... (۲/)
بنگال کی دلجوئی انگریزی و اردو فی کتاب قیمت (۱/)
مسلم مشنری کے ولائیتی لکچروں کا سلسلہ اردو قیمت
(۱/) اور ۳ عدد انگریزی قیمت .... (۳/)
مسلم اٹی چیوڈ ٹورڈ گورنمنٹ انگریزی۔ کرشن اوتار
اردو۔ فی کتاب قیمت ایک آنہ ..... (۱/)
اسلامک ریویو و مسلم انڈیا کی جلدیں ۱۹۱۳ و ۱۹۱۴ء
انگریزی قیمت جلد سنہ ۱۹۱۳ء (صہ) جلد سنہ ۱۹۱۴ء (صہ)
رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ اسلامک ریویو
کے سابقہ پرچے جولائی ۱۹۱۴ء لغایت دسمبر ۱۹۱۴ء
قیمت ایک روپیہ .. .. .. (عہ)

دیگر مختلف تصنیفات

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ پارہ اوّل مرتبہ حضرت
مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ اردو (۶/)
نکات القرآن حصہ دوم " " " (۶/)
عصمت انبیاء " " " (۸/)
غلامی " " " (۴/)
ولسٹرن اویکننگ ٹو اسلام مصنفہ جناب لارڈ
ہیڈلے صاحب بالقابہ انگریزی قیمت (۱۲/)
التوحید جس میں لا الہ الا اللہ کی مختصر تفسیر مصنفہ
جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل ایم ایس (۱/)
طریق فلاح جس میں بت پرستی کی بنیاد اور اُس سے
بچنے کی آسان راہ مصنفہ سید صاحب ایل ایم ایس (۱/)
Miracle of Mand
مصنفہ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر۔ انگریزی (۱۲/)
اسلامک اینڈ سوسلیزم " " " (۴/)
پیغام صلح انگریزی و اردو فی رسالہ قیمت۔ (۱/)
النبوۃ فی الاسلام۔ نبوۃ کی اصل غرض و غایت
مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے
قیمت ایک روپیہ .. .. (عہ)
حدوث مادہ " " " (۴/)
جلد اوّل سنہ ۱۹۱۵ء رسالہ اشاعت اسلام قیمت تین روپے (سے)

پتہ
منیجر اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ احمدیہ بلڈنگس۔ نولکھا۔ لاہور

نوٹ: بہتر ہے ناظرین کرام ان کتب کو اپنی حلقہ اثر میں اور غیر مسلم احباب میں خصوصاً تقسیم فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

مروارید ثلاثہ

یہ ہر سہ کتب مصنفہ خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری ہیں۔ جو تین خاص مضمون پر نایاب اور بے مثل کتابیں ہیں جو بتفصیل ذیل درج ہیں :۔

(۱) براہین نیرہ حصہ اوّل (معروف بہ زندہ و کامل الہام)۔ **قیمت** ۱۰/ر

اس میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے۔ جس میں تہذیب تمدن کے کامل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی گئی ہے +

(۲) ام الالسنہ (معروف بہ زندہ و کامل الہامی زبان)۔ قیمت بارہ آنے ۱۲/ر

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے۔ اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے۔ اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب اردو انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے۔ اس میں یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ عربی الہامی زبان ہے۔ اور کل دنیا کی زبانیں اس زبان سے نکلی ہیں۔ اور ابتدا میں سب ملکوں کے آبا و اجداد عربی الاصل تھے۔ یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے +

(۳) اسوہ حسنہ (معروف بہ زندہ و کامل نبی)۔ قیمت صرف چار آنے ۴/ر

اس میں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے۔ اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ محمد صلعم خاتم النبیین ہیں اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے۔ تو آپ کی ذات پاک ہی ہے +

نوٹ:۔ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا +

پتہ

منیجر اشاعت اسلام۔ عزیز منزل احمدیہ بلڈنگس۔ نولکھا۔ لاہور

نوٹ طلب:- احباب ان ہر سہ کتب کے اور رسالہ کے واسطے عجلت فرمائیں۔ ورنہ بعد ازاں مایوسی ہوگی۔